ISLML
BP166.4
D4
A4633
1890z

2021936

/. Ṣiyānat al-ʿibād ---

" Akbarābādī, ʿAzīz al-Dīn

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ ہدایت کا مقالہ مسمّٰی بہ

صِیَانَۃُ العِبَاد
عن تلبیسات
سَبِیْلُ الرّشَاد

اس رسالہ مین مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے رسالہ سبیل الرشاد کا جواب ہے

از تالیف لطیف جناب مولوی عزیز الدین صاحب اکبرآبادی

در مطبع سعید المطابع محلہ دارانگر مطبوع
گردید

3|-

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الله جل جلاله وعم نواله وعظم شانه وتم برهانه کا بے تعداد شکر ہے کہ اُس نے اپنے فضل سے ہمکو اپنی توحید خالص دیکر شرک و بدعت کی بیماریون سے بچایا - اور درود بیحد اُس رسول مقبول نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر جسکو اُس نے اپنے قانون جلی وخفی - (یعنی قرآن وحدیث) دیکر تمام جن وانس کی ہدایت کے واسطے مبعوث فرماکر یہ حکم صادر فرمایا قال الله عز وجل یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته ط والله یعصمک من الناس ترجمہ فرمایا اللہ بزرگ نے اے رسول پہونچا دے جو اُتارا گیا طرف تیرے رب تیرے سے اور اگر نکیا تو نے پس نہ پہونچایا تو نے اوسکے پیغام کو اور اللہ بچالیگا تجھکو لوگون سے یعنی شرارتون اُنکی سے - اور فرمایا واذ اخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننه للناس ولا تکتمونه ترجمہ یعنی جب لیا عہد اللہ نے اُن لوگون سے جو دیے گئے ہین کتاب تو کہا البتہ ظاہر کرو تم واسطے لوگون کے اور نہ چھپاؤ تم اُسکو اما بعد بموجب آیہ کریمہ کے اب یہ کمترین خلائق محمد عزیز اللہ ین عفی عنہ اکبرآبادی خدمت مین بھائی مسلمانون کے عرض کرتا ہے - کہ رسالہ مسمی سبیل الرشاد تصنیف شدہ جس کی

پیشانی پر یہ القاب مؤلف صاحب کی نسبت تحریر تھے۔ رئیس المحدثین سند الکاملین افضل الفضلا واکمل الکملا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ درحقیقت مؤلف صاحب ایسے ہی القاب کے قابل سمجھے جاتے ہین۔ مگر مضامین رسالہ مذکور کو دیکھکر نہایت تعجب ہوا۔ اور یہ شعر بحسب مضمون رسالہ مذکور یاد آیا ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا ‏ ‏ جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا

مگر ہمکو مولانا ممدوح سے حسن ظن ہے شاید رسالہ مذکور مولانا ممدوح کی تصنیف نہو کیونکہ اس مین طرح طرح کے اتہامات ولعن طعن شان عاملین بالحدیث پر مسطور ہین۔ لیکن بوجہ اسکے کہ جب کوئی خلاف عقائد ایشان معتصم بالکتاب والسنۃ سوال کرتا ہے تو بجواب سائل رسالہ مذکور کو ارسال فرماتے ہین اس سبب سے ظن غالب ہوتا ہے کہ یہ مضامین مترشحہ دست خاص ہین۔ لہذا قول سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کا یاد آیا ؎

اگر بینی کہ نابینا و چاہ ہست ‏ ‏ اگر خاموش بنشینی گناہ ہست

محض بنظر خیر خواہی بھائی مسلمانون کے جواب رسالہ مذکور کا تحریر کرتا ہون۔ ناظرین کو لازم ہے کہ نفسانیت وجانبداری سے خالی ہوکر بنظر انصاف میری تحریر پر غور فرماوین اور جہان کہین بھول چوک ہو معاف فرماکر اُسے اصلاح فرماوین۔ اے ناظرین میری غرض جواب رسالہ مذکور کے تحریر کرنے سے یہ نہین کہ عوام مین اپنا تقدس ظاہر ہو یا کسی مسلمان ادنےٰ واعلےٰ پر طعن تشنیع وسب وشتم کیا جاوے۔ بلکہ خالصًا لوجہ اللہ عوام کو مؤلف صاحب کے طرح طرح کے دھوکون سے بچانا مقصود ہے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم پس مؤلف صاحب کے کلام کو قولہ کرکے اور اپنے کلام کو اقول کرکے لکہا ہے۔ تاکہ ناظرین کی سمجھہ مین بخوبی آجاوے **قولہ** صفحہ ۳ صحابی اُسکو کہتے ہین کہ حالت اسلام مین فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے اگرچہ دور ہی سے زیارت کی ہو۔ اور رویۃ کے معنی دیکھنے کے ہین۔ اور لقا ملاقات کو کہتے ہین کہ خدمت مین حاضر ہوجائے۔ فرق یہ ہے کہ اندھے کو زیارت نہین ہوسکتی لقا ہوتی ہے تو اندھے کو صحابی

کی مدد داخل ہونیکے واسطے لقا کا لفظ اختیار کرتے ہین۔ **اقول** اجی حضرت مولانا صاحب صحابی کی تعریف یہ نہین ہے جو آپ تحریر فرمائے ہین۔ بلکہ صحابی وہ ہے جس نے نبی صلعم پر ایمان لاکر ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر اُسکا خاتمہ ہوا ہو۔ جیسا حافظ ابن حجر شرح نخبہ مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۵ مین تحریر فرماتے ہین وہ یہہ ہے وھو من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنا بہ ومات علی الاسلام اور مسلم الثبوت اور اُسکی شرح مطبوعہ مطبع نول کشور صـ۴۴۴ وعند جمہور المحدثین الصحابی من لقیہ مسلما ومات علی الاسلام یعنی جمہور محدثین کے نزدیک صحابی وہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت اسلام مین ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی مرا ہو۔ کامل تعریف صحابی کی یہ ہے اور یون تو بعد وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت لوگ مرتد یعنی اسلام سے پھر گئے تو بقول مؤلف صاحب وہ بھی گروہ صحابہ مین داخل ہوئے ہرگز ہرگز نہین بلکہ حالت اسلام مین ملاقات ہونا آپسے اور اسلام پر ہی مرنا شرط ہے **قولہ** صـ ایضًا امام ابو حنیفہ رح تابعی ہین اور سیوطی نے اسباب مین ایک رسالہ لکھا ہے اور بہت لوگون نے تابعی ہونا آپکا نقل کیا ہے دو روایت اُس مین سے نقل کرتا ہون قال حمزۃ السہمی سمعت الدارقطنی یقول لم یلق ابو حنیفۃ احدا من الصحابۃ الا انہ رای انسا بعینہ ولم یسمع منہ انتہی۔ ترجمہ کہا حمزۃ السہمی نے کہ سنا مین نے دارقطنی سے کہتے تھے نہین ملاقات ہوئی ابو حنیفہ رح کو کسی صحابہ مین سے مگر تحقیق دیکھا انس رض کو ساتھ آنکھون اپنی کے اور نہین سُنا اُنسے کچھ انتہی۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہے ادرک الامام ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الہجرۃ وبہا یومئذ من الصحابۃ عبد اللہ بن اوفی مات بعد ذلک بالاتفاق وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ تسعین او بعدہا انتہی۔ ترجمہ یعنی پایا امام ابو حنیفہ رح نے جماعت صحابہ رض کو اسلئے کہ وہ کوفہ مین سنہ اسی ہجری مین پیدا ہوئے اور کوفہ مین اُسوقت صحابہ مین سے عبد اللہ بن اوفی تھے انتقال کیا اُنھون نے پیچھے

اِسکے بالاتفاق اور سیچ بصرہ کے انس بن مالک نے انتقال کیا سنہ نو۹۰ے مین یا بعد اُسکے انتہی

اقول اجی مولف صاحب جواب اِسکا کئی طور پر تحریر کرتا ہون۔ اول یہ ہے کہ دارقطنی نے کسی جگہ دیکھنا امام ابو حنیفہ رح کا حضرت انس رض کو ذکر نہین کیا بلکہ یہ قول ابن جوزی کا ہے جس نے روایت دارقطنی کی طرف نسبت کی ہے اُسکو دھوکہ پڑا۔ یعنی ابن جوزی کے قول کو نسبت طرف دارقطنی کے کر دیا ہے۔ اور ابن جوزی کا حال اہل علم پر اظہر من الشمس ہے کہ روایات صحیحہ کو موضوع بتاتے تھے لہذا اونکا کیا ٹھکانا۔ دوم یہ حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین تحریر فرماتے ہین۔ النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس و یقال مولیٰ بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ ترجمہ یعنی نعمان بن ثابت رہنے والے کوفہ کے امام ابو حنیفہ رح کہا گیا کہ اصل ان کی فارس سے ہے اور کہا گیا کہ مولے تھے بنی تیم کے فقیہ مشہور اور چھٹے طبقہ والون مین سے ہین تمام ہوا کلام ابن حجر کا۔ اور یہ ہی مقدمۃ الکتاب مین فرماتے ہین السادس طبقۃ عاصروا الخامسۃ لکن لم یثبت لھم لقاء من الصحابۃ کابن جریج ترجمہ یعنی چھٹا طبقہ اور پانچوان یہ سب ہم عصر ہین لیکن نہین ثابت ہے واسطے اِنکے ملاقات کسی صحابی سے مانند ابن جریج کے۔ پس حافظ ابن حجر عسقلانی کے کلام سے تو امام ابو حنیفہ رح چھٹے طبقہ مین شمار کئے گئے۔ اور چھٹا طبقہ باتفاق سلف جمہور اُن لوگون کا ہے جنکو کسی صحابی سے لقا نہین ہوئی۔ سیوم یہ کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب اکمال فی اسماء الرجال مین نقل کرتے ہین حیث قال بعد ذکر الصحابۃ الذین ادرک ابو حنیفۃ زمانھم مانصہ ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عنھم انتہی کلامہ ترجمہ یعنی کہا بعد ذکر صحابہ رض کے کہ پایا امام ابو حنیفہ رح نے زمانہ صحابہ رض کا جو ظاہر ہوا اور نہین ہوئی کسی صحابی رض سے اُنکو ملاقات اور نہ کیا روایت امام صاحب نے کسی سے پس شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کلام سے بھی امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت

نہین ہوا۔ چہارم مجمع البحار کی تیسری جلد کے صفحہ ۵۴۷ مین ہے۔ کان فی ایامہ اربعۃ صحابۃ انس وعبد اللہ بن اوفی وسہل بن سعد وابو طفیل ولم یلق احدا منہم ولا اخذ منہ ترجمہ یعنی تھے چار صحابہ رضہ زندہ جس زمانہ مین امام صاحب پیدا ہوئے۔ انس بن مالک بصرہ مین۔ اور عبد اللہ بن اوفی کوفہ مین۔ اور سہل بن سعد الساعدی مدینہ مین۔ اور ابو طفیل عامر بن واثلہ مکہ مین اور نہین ملاقات ہوئی کسی صحابہ رضہ سے اور نہ کوئی روایت اُنسے کی۔ پس ناظرین ذرا غور فرماوین کہ مؤلف صاحب نے جو روایت اپنے دعوے تابعیت امام صاحب کے مین دارقطنی کی نقل کی وہ ثابت نہین ہے۔ یعنی ابن جوزی کا قول ہے دارقطنی کا نہین اور حافظ ابن حجر عسقلانی کا جو قول نقل کیا ہے۔ اُسکے جواب مین دوسرا قول حافظ ابن حجر کا تقریب التہذیب اور مقدمۃ الکتاب مین ہے جو مذکور ہوا اور وہ زعم مؤلف صاحب کا تابعیت امام صاحب کو باطل کرتا ہے۔ اور سنو اصحاب امام ابو حنیفہ رح کہ تمام اہل العلم پر اظہر من الشمس ہین جیسے امام ابو یوسف۔ و امام محمد۔ و امام زفر وغیرہ جنکی بہت ہی تصنیفات کتب فقہ فی زماننا تعلیم و تعلم مین مروج و مشہور ہین۔ اور ہر ایک مسئلہ کو امام صاحب کیطرف نسبت ان حضرات نے کیا مگر افسوس کسی جگہہ امام صاحب کو تابعی کرکے نہین لکھا کیا یہ حضرات امام صاحب کے حال تابعیت سے ناواقف رہے تعجب ہے کہ مؤلف صاحب پر یہ حال کیونکر روشن ہوا اور ان حضرات سے زیادہ امام صاحب کا کوئی محرم راز نہ تھا۔ پس البتہ امام صاحب سنہ اسّی ہجری مین پیدا ہوئے اُسوقت چار صحابہ رضہ زندہ تھے باتفاق سلف جمہور مختلف مقامون مین مگر لقا اور روایت اُنسے ثابت نہین۔ اور یہ شیوہ روافض کا ہے کہ جس کسی سے حسن اعتقاد ہو اُنکو بڑھاتے ہین تو کوئی بزرگی اُس کی طرف نسبت کر دیتے ہین جو اس مین نہو۔ اے ناظرین ہمکو یہی فضیلت امام صاحب کی کافی ہے کہ بوقت پیدائش امام صاحب چار صحابہ رضہ زندہ تھے اگرچہ لقا و روایت اُنکو نہین ہوئی **قولہ** صفحہ ۲ خیر القرون قرنی ثم الذین

یلونهم ثم الذین یلونهم - پس اِس حدیث سے تابعی وتبع تابعی دونون داخل ہین اور تبع تابعین کا زمانہ دوسو سال کے بعد تک رہا چنانچہ امام شافعی رح جو تبع تابعی ہین سنہ دوسو چار مین وفات پائی - اور جناب امام ابوحنیفہ رح نے ڈیڑھ سو سال مین وفات پائی بہرحال امام صاحب کا خیر القرون مین ہونا محقق ہے اور تابعی ہونا بھی محقق ہے **اقول** اجی مؤلف صاحب حدیث خیر القرون الخ سے فقط تین زمانہ کا ثبوت ہے اور باتفاق سلف جمہور حدیث شریف سے خیر زمانہ مقصود ہے کہ تین زمانہ تک تمام مسلمان فتنہ وفساد جنگ وجدل باہمی سے پاک ہون بخلاف زعم مؤلف صاحب کہ خیر القرون مین امام ابوحنیفہ رح وامام شافعی رح اُس مین داخل ہون ہرگز نہین بلکہ باتفاق سلف جمہور حدیث شریف سے خیر القرون کا زمانہ یہ مقصود ہے۔ اوّل زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تاحین حیات۔ دوسرا خلافت حضرت ابابکر صدیق رض تیسرے خلافت حضرت عمر فاروق رض تک فتنہ وفساد وجنگ وجدل باہمی سے تمام مسلمان امن مین رہے۔ اور کسی طرح کا مابین مسلمانون کے نزاع نہین ہوئی جسپر یہ حدیث بخاری کی چھاپہ کانپور مطبع مصطفے خان سنہ ۱۲۹۳ مین موجود ہے تحریر کرتا ہون حدثنا قتیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفۃ قال قال عمر بن الخطاب رض ایکم یحفظ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الفتنۃ قال قلت انا احفظہ کما قال قال انک علیہ لجری فکیف قال قلت فتنۃ الرجل فی اہلہ وولدہ وجارہ تکفرہا الصلوۃ والصدقۃ والمعروف قال سلیمن قد کان یقول الصلوۃ والصدقۃ والمعروف والنہی عن المنکر قال لیس ہذہ ارید ولکنی ارید التی تموج کموج البحر قال قلت لیس علیک منہا یا امیر المؤمنین بأس بینہا وبینک باب مغلق قال فیکسر الباب ام یفتح قال قلت لا بل یکسر قال فانہ اذا کسر لم یغلق ابدا

طرح طرح کے ظلم کرے۔ اور وہ خیر کا زمانہ امام صاحب کے حق مین تصوّر کیا جاوے افسوس
ہزار افسوس۔ بلکہ اُسی ظلم کے اندر قید خانہ مین امام صاحب نے انتقال کیا تمام اہل العلم
پر اظہر من الشمس ہے اور مؤلف نے امام صاحب کے حق مین کیا خوب خیر کا زمانہ تصوّر
کیا ہے۔ اے ناظرین غور کرنے کا مقام ہے مؤلف صاحب کی فہم یہ پس خیر القرون سے
مراد خلافت حضرت عمرؓ تک ہے دوسو ۲۰۰ سال کے بعد تک جاننا صریح غلط فہمی ہے اور
مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی یہی معنی پسند فرمائے ہین **قولہ** صفحہ
یہہ قول کہ بمقابلہ نص کے قیاس ناجایز ہے صحیح ہے اور تمام علماء عام وخاص کا اسپر اتفاق
ہے اور کوئی ادنے مومن بھی جائز نہ کہے گا چہ جائیکہ کوئی عالم یا فقیہ یا مجتہد کہے یا ایسا
کرے معاذ اللہ تعالیٰ **اقول** الحمد للہ جناب مولانا صاحب یہ قول آپکا بہت صحیح صادر
ہوا کہ بمقابلہ نص کے قیاس جائز نہین کیون نہو پروردگار ہر شئے پر قادر ہے مصرف القلوب
اوسکی صفت ہے اپنے مخالف سے بھی اثبات حق کرا ہی دیتا ہے۔ ماشاء اللہ آپ تو
رئیس المحدثین مشہور ہین اگر آپ نے یہ فقرہ صحیح تحریر فرمایا تو کوئی تعجب نہین مگر اس فقرہ مین
بھی ضرور کوئی بھید آپ نے مخفی رکھا ہے عنقریب ہے کہ ناظرین کو وہ راز مخفی ظاہر ہوگا
قولہ صفحہ غیر مقلدین نے اپنی خوش فہمی سے مطلق قیاس کو اگرچہ صحیح ہو ابلیس
کا فعل قرار دیکر جملہ مجتہدین وعلماء کو صحابہ رض سے لیکر آجتک گمراہ ٹھیرایا۔ **اقول**
اجی مولانا صاحب یہ خوش فہمی آپکی قول مذکورہ بالا مین جو مخفی تھی یعنی بمقابلہ نص
کے قیاس ناجائز ہے ظاہر ہوگئی کہ مطلق قیاس صحیح بمقابلہ نص ہو جائز ہے۔ اجی
مؤلف صاحب قیاس صحیح ہو یا غیر صحیح بمقابلہ نص ہرگز ہرگز باتفاق سلف جمہور مقبول
نہین بلکہ فعل ابلیس کا ہوگا کیونکہ صریح نص خلاف نص کے ہی ہوتا ہے۔ نص کا
ترک کرنا صحیح خلاف قیاس پر عمل کرنا صریح گمراہی ہے۔ اور ائمہ مجتہدین رحمہ نے عدم
نص مین قیاس کو لازم کیا ہے۔ اور بوقت ادراک نص صراحتاً یا اشارۃً ہرگز ہرگز

اُس مین قیاس نہین کیا بلکہ نص ہی پر مدام عمل کیا۔ اور بحسب ضرورت عدم ادراک نص قیاس صحیح سے ضرورت کو ادا کر لیا اور بعدۂ جب ادراک نص ہوا صراحۃً یا اشارۃً تو فوراً قیاس صحیح کو ترک کر دیا اور نص پر عمل کیا۔ اور اگر بزعم مؤلف صاحب قیاس صحیح مخالف نص کے کا نوحی من السماء ہے تو باتفاق سلف جمہور اور بقول اپنے صفحہ ۷ سطر ۵ کے خود بخود قائل ہوئے کہ باتفاق سلف جمہور ادراک نص مین مخالف قیاس پر عمل کرنا اگرچہ صحیح ہونا جائز بلکہ فعل ابلیس کا ہوگا۔ **قولہ** صـ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ بالکل غلط ہوا۔ **اقول** اجی مؤلف صاحب مطلب اس حدیث کا تو غلط نہین۔ مگر یہہ غلط فہمی آپکی ہے اس لئے کہ لفظ لا تجتمع فعل مضارع ہے۔ معنی یہ کہ نہ جمع ہے اور نہ جمع ہوگی امت میری اوپر گمراہی کے۔ اور جسوقت یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اُسوقت کون لوگ تھے بہرحال صحابہ کرام رضؓ ہی موجود تھے۔ اور تمام صحابہ رضؓ صراط مستقیم پر تھے۔ اور وہی مقدم ہین بلکہ افضل اِس امت محمدیہ کے۔ پس جو شخص امت محمدیہ مین سے سنت رسول خدا صلعم پر یا آثار صحابہ رضؓ کی پیروی کرے کرائے تو وہ شخص بھی آپ کے نزدیک صراط مستقیم پر ہے یا نہین بہرحال آپکی شان سے تو ظن غالب ہے کہ صراط مستقیم پر ہی تصور فرماوینگے باین صورت مطلب حدیث شریف کا صحیح ہوگا۔ اور اگر بزعم آپکے اجماع صحابہ رضؓ صراط مستقیم پر نہ تھا تو بلاشک تمام صحابہ رضؓ اور اُنکے پیرو نعوذ باللہ منہا گمراہ ٹھہرینگے اور حدیث کا مطلب غلط ہوگا۔ **قولہ** صـ مگر ہان اگر یہہ بات ثابت کرے کہ یہ حکم نص کا موافق عقل سلیم کے ہے تو موجب قوۃ یقین کا ہوتا ہے اور تسلیم حکم نص کو نہایت معین ہوتا ہے کہ حکم نص بدیہی مثل مشاہدہ کے ہو جاتا ہے۔ اور یہ قیاس نہین بلکہ علت حکم کا ادراک ہے یہ امر باتفاق امت درست و اعلی درجہ کا علم ہے۔ مثلاً خروج بول و مذی ناقض وضو ہے۔ اور خروج منی موجب غسل ہے۔ اگر کوئی یہان اپنے قیاس فاسد سے خروج منی کو موجب غسل نکہے تو مخالف

ہون وہ کتب دینیہ اور حجت شرعیہ کیونکر ہوسکتی ہین۔ دو ایک مسئلہ کتب فقہ مروجہ کے
بطور نمونہ تحریر کرتا ہون طوالت کی اس مین گنجائش نہین۔ مسئلہ چاہ۔ یعنی چاہ مین
سے چڑیا یا چوہا یا چھپکلی۔ یا مثل اسکے مردہ ہوکر نکلے اور پھولے سڑے نہین تو
بموجب کتب فقہ مذکورہ کے اُس چاہ مین سے ۳۰ یا ۴۰ ڈول نکالنے سے
وہ آب چاہ قابل وضو و غسل کے ہوتا ہے۔ اور اگر یہ تعداد ڈول نہ نکالے جاوین
تو وہ پانی ناپاک ہے۔ اور جس شخص نے اُس پانی سے وضو و غسل کیا ہے وہ تین دن رات
یا دو رات دن۔ یا ایک رات دن کی نمازین لوٹا وے۔ یہ مسئلہ نص صحیح یا آثار صحیح مین
نہین پایا جاتا بلا دلیل ہے۔ تقریر باین تعداد ڈول پانی اُس چاہ مذکور سے نکالا جاوے
تب وہ پانی قابل استعمال کے ہوگا۔ تو معلوم یہ ہوا کہ اُس کے درمیان کوئی پردہ حائل ہے
کہ اوپر کا پانی ناپاک ہے۔ اور نیچے کا پاک کیونکہ ناپاکی اُس مردہ جانور کی جو تصور کی گئی ہے
وہ معلق ہے جو نیچے کے پانی مین اثر نہین کرتی۔ اور عقل کے نزدیک کہ جب پانی مین ناپاکی
تصور کی گئی ہے تو باتفاق سب پانی ناپاک ہوا اور سب ہی پانی کا نکالنا ضرور ہے کیونکہ
جو ناپاکی اُس مردہ جانور کی تصور کی ہے وہ خشک نہین جو معلق رہے ضرور ہے کہ تمام پانی
مین اُسکا اثر ہوجاتا ہے۔ چاہیے کہ سب پانی اُس چاہ سے نکالین۔ اور سنو پانی مستعمل
وضو کا نجاست غلیظہ ہے بموجب کتب فقہ یعنی مانند پیشاب و پاخانہ کے ہے
اے ناظرین بوقت وضو کرنے کے ہر ایک شخص کے کپڑے و بدن پر متقطر ہوکر ضرور ہی لگتا ہے
تو اِس صورت مین کپڑا و بدن دونون ناپاک ہوئے۔ اور نماز مین بدن و کپڑے کا پاک ہونا
فرض ہے۔ تو قصداً فرض کو ترک کیا۔ لہذا باتفاق امت نماز ادا نہین ہوئی۔ تو
تارک الصلوۃ ہوا۔ اور ان مسائل مذکورہ کو امام صاحب کیطرف نسبت کرتے ہین اور
یہ کہتے ہین کہ یہ امام ابو حنیفہ رح کا احتیاط تھا۔ اے ناظرین ایسا احتیاط رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے آب چاہ و پانی وضو مستعمل سے نفرمایا۔ تو بموجب کتب فقہ مروجہ کے اصحاً

امام ابوحنیفہ رح کا زیادہ ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد **قولہ** - ص۹ اور سنو کہ حضرت علی رض کو حکم فرمایا کہ فلان کو قتل کردو اُسپر تہمت زنا تھی آپ اُسکی تلاش کو نکلے تو وہ چاہ مین تھا آپ نے اُسکا ہاتھ پکڑکر نکالا تو وہ مقطوع الذکر تھا بس آپ نے قتل نہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے تصویب فرمائی اب دیکھو حالانکہ حکم قتل کا دیا تھا اور نص صریح ظاہر تھی مگر معہذا جب وجہ قتل کی اس شخص مین جسپر حکم قتل تھا نہ پائی تو اسپر عمل نہ کیا اور بوجہ رفع علت حکم کے توقف کیا اور مصیب ہوئے تو یہ شرع مقرر ہوگئی کہ اگر نص کی علت مرتفع ہوجائے تو اُسپر عمل نہ کرنا چاہیے مجتہدین نے اس سے یہ قاعدہ کلیہ سیکھہ کر عمل کیا تو یہہ قیاس وحکم بمقابلہ نص نہین بلکہ عمل بحکم نص ہے کہ اُسپر عمل واجب جب تک تھا کہ علت موجود تھی اگر علت رفع ہوجائے تو پھر ظاہر الفاظ پر عمل نہوگا تو یہ خود اقتضائے نص ہے اسکو ترک نص اور قیاس بمقابلہ نص اہل فہم ہرگز نہ کہین گے - **اقول** - اجی مؤلف صاحب آپنے تو شارع علیہ السلام کو بھی نعوذ باللہ منہا ظالم ٹھیرا دیا - اس لئے کہ بقول آپ کے اُسپر تہمت زنا تھی - درحقیقت جسپر قتل کا حکم کیا تھا وہ مرتکب زنا نہ تھا - اگر مرتکب زنا کا ہوتا تو زانی کا لفظ اُسپر بولا جاتا تہمت کا لفظ نہ ہوتا - اے ناظرین قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی امر خاص کا مجرم ہو اور اُسپر شہادت صادق گذرے تب وہ مجرم تعزیر کے قابل ہوتا ہے - اور اگر صادق شہادت نہ گذرے تو وہ مجرم جرم سے پاک ہوتا ہے اور اُسپر حد لازم نہین آتی - لہذا اُس شخص کو متہم کرکے بولتے ہین - اور اے ناظرین سنو مؤلف صاحب نے متہم پر حد قتل کے حکم کی حضرت علی رض سے روایت نقل کی مگر اُس روایت کا ثبوت نہین بیان کیا کہ کہان سے ہے اور کس کتاب کی ہے جس سے ناظرین کو یقین ہوتا - اہل علم سلف کا طریق یہ جاری ہے کہ جو روایت اپنے دعوے مین نقل کرتے ہین اسکی سند جس طرح پر اُنکو پہونچی سلسلہ وار بیان کرتے ہین - اور مؤلف صاحب نے کسی طرح کا

لیکن ظاہر مین تو صریح نص کے خلاف پاتا ہے۔ مگر دوسرے نص کو نہین پاتا۔ بقول
مؤلف صاحب کہ ایک نص کے خلاف ہے تو دوسرے کے موافق ضرور ہوگا تو ایسی صورت
مین عامی کو لازم ہے کہ عمل نص ظاہر پر کرے جیساکہ حدیث شریف سے ثابت ہے عن
ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامور ثلثۃ امر بین
رشدہ فاتبعہ وامر بین غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فکلہ الی اللہ
عزوجل رواہ احمد۔ ترجمہ روایت ہے ابن عباس رض سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم تین ہین حکم ظاہر ہوا اُس مین ہدایت پس پیروی کر اُس کی
اور حکم ظاہر ہوا اُس مین گمراہی پس بچ اُس سے۔ اور حکم اختلاف ہو بیچ اسکے پس سپرد کر
اُسکو طرف اللہ عزوجل کے روایت کیا اسکو امام احمد رح نے۔ اے ناظرین ہر مسلمان پر لازم ہے
کہ مدام نص ظاہر پر عمل کرے کسی کے قول پر التفات نہ کرے۔ اور سنو بخاری چھاپہ احمدی میرٹھ
کے صفحہ ۶۲۲ مین حضرت علی رض سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن حذافہ رض کو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا کہین جہاد پر اور لشکر سے آپ نے یہ فرمایا کہ جو سردار تمھارا
کہے اُسکی اطاعت کیجیو۔ تو ایک روز عبد اللہ بن حذافہ رض اپنے لشکر سے غصہ مین آئے
اور بہت سی آگ روشن کی۔ اور لشکر سے کہا کہ اِس آگ مین گھس جاؤ اِسواسطے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت تمپر واجب کر دی ہے۔ لشکر نے کہا کہ
ہمنے حضرت ص کا کلمہ پڑھا دوزخ کی آگ کے خوف سے سو ہم آگ مین کیونکر گھسین جب
یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تب آپنے فرمایا لو دخلتموھا لم تزالوا فیھا الی
یوم القیامۃ ترجمہ یعنی اگر داخل ہوتے تم آگ مین تو ہمیشہ اُسی مین رہتے۔ اور فرمایا
انما الطاعۃ فی المعروف یعنی امام اور سردار یا جس کسی کی تابعداری کا حکم
ہوا ہے وہ اِس قید کے ساتھ مین ہوا ہے کہ معروف ہو یعنی شریعت کے مخالف نہو
اور جب شریعت کے خلاف ہو تو کسی کا بھی حکم ماننا درست نہین۔ اور قیاس

بمقابلہ نص ہرگز حجت شرعیہ نہین جیساکہ مذکور ہوا۔ اس لئے کہ اگر عبداللہ بن حذافہ رض کے حکم موافق لشکری آگ مین گہس جاتے تو مدام آگ مین جلتے۔ اے ناظرین قیاس مین سراسر علت تہی شارع علیہ السلام نے رد کردیا۔ اس لئے کہ آپکو منصب تھا یہ ہی حجت شرعیہ ہوئی نہ وہ روایت جو مؤلف صاحب نے اپنے دعوے مین حضرت علی رض کی نقل کی وہ بلا ثبوت ہے۔ اور اے ناظرین اور سنو مشکوۃ صفحہ ۱۹ مطبع گلزار محمدی شہر لاہور عن رافع بن خدیج قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھم یأبرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعہ قال لعلکم لو لم تفعلوا کان خیراً فترکوہ فنقصت قال فذکروا ذلک لہ فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیئ من امر دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشیئ من رائی فانما انا بشر رواہ مسلم۔ ترجمہ یعنی روایت ہے رافع بن خدیج رض سے کہا کہ تشریف لائے رسول اللہ علیہ وسلم مدینہ مین اور وہ تابیر کرتے تہے درختون کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون کرتے ہو تم بولے سب اہین ہم کرتے انکو زیادہ ہون پھل اُنکے یعنی درختون مین پیوند فصل پر لگاتے تہے۔ جیسے ہندوستان مین آم وغیرہ مین لگاتے ہین۔ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شائد اگر تم لوگ تابیر نکرو بہتر ہو پس ترک کردیا تابیر کرنا درختون کا۔ پس نقصان آیا یعنی پھل کم ہوا کہا راوی نے یہ ذکر کیا گیا آپ کے روبرو۔ پس فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوای اسکے نہین کہ مین بشر ہون جب حکم کرون مین تم کو ساتھ کسی شے کے حکم دین تمہارے کے پس پکڑو ساتھ اُسکے۔ اور اگر حکم کرون تم کو ساتھ کسی شے کے رائی اپنی سے تو اگر موافق ہو تمہاری رائی کے تو مانو اُسکو اور اگر رائے میری خطا پر ہو تو ترک کردو اسلئے کہ سوای اسکے نہین کہ مین بشر ہون روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔ اے ناظرین غور کرنے کا مقام ہے کہ امورات دینوی مین آپ نے اپنی رائی کو جو خطا پر ہو ترک کرنے کا حکم فرمایا ہے

جائیکہ امر دین جسکو آپ فرماوین لفظ فخذ وہ کے ساتھ۔ پس جو امر دین مین رای قیاس کو ہی تلاش کرے۔ اور نص صریح کے خلاف عمل کرے کرائے وہ شخص کیونکر صواب پر ہوسکتا ہے۔ اے ناظرین اور سنو تمام صحابہ رضـ و تابعین و تبع تابعین و مجتہدین سے ثابت ہو چکا ہے کہ بمقابلہ نص قیاس کرنا حرام ہے۔ دیکھو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ مین تحریر فرماتے ہین۔ در باب الفرق بین اہل الحدیث و اصحاب الرای کے چھاپہ مصر کے صـ ۱۴۲ مین ہے وقال الشعبی ما حدثوک ھؤلاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخذ وبہ وما قالوا برائہم فالقہ فی الحش ترجمہ یعنی اور کہا شعبی نے کہ جو حدیث بیان کرین تجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس لے لو اُسکو۔ اور جو کہین ساتھ رای قیاس کے پس ڈالدو اُسکو پاخانہ مین اور ایسا ہی دارمی مطبوعہ مطبع نظامی مین ہے۔ کہا مالک ابن مغول نے کہ کہا شعبی نے کہ جو حدیث بیان کرین یہ لوگ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس لے لو اُسکو۔ اور جو کہین وہ ساتھ رائے قیاس کے پس ڈالدو اُسکو پاخانہ مین۔ دارمی چھاپہ ایضاً صفحہ ایضاً مین مسروق سے روایت ہے کہ تحقیق اُس نے کہا کہ خوف کرتا ہون مین اِس بات سے کہ قیاس کرون مین اور پھسل جاوے پاؤن میرا۔ اور دارمی چھاپہ ایضاً صفحہ ایضاً مین روایت ہے شعبی سے کہ کہا قسم ہے اللہ کی رائے قیاسون پر چلوگے تو البتہ حرام کروگے تم حلال کو۔ اور حلال کروگے تم حرام کو۔ دارمی چھاپہ ایضاً صـ ۳۷ مین روایت ہے مجاہد سے کہ کہا اُسنے عمر نے کہ ڈرو رائے قیاس کرنے سے دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب چھاپہ لاہور کے صـ ۲۴۲ مین لکھا ہے کہ ائمہ طاہرین قیاس کرنے کو حرام سمجھتے تھے اِس لئے کہ حکایت کی ہے شعرانی نے لواقح مین کہ جب گئے امام ابو حنیفہ رحـ پاس جعفر بن محمد رحـ کے تو کہا جعفر بن محمد رحـ نے امام ابو حنیفہ رحـ سے کہ مین نے سنا ہے کہ تو قیاس کیا کرتا ہے نہ قیاس کیا کر اسلئے کہ اول قیاس کیا ہے

توشیطان نے کیا ہے۔ اور کہا نسفی نے تفسیر مدارک مین مطبوعہ مطبع حنفی دہلی کے صفحہ ۳۰۷ مین ہے کہ (نص) کے ہوتے قیاس کرنا امر دین مین مردود ہے۔ دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب کے صفحہ ۶۲ مین ہے کہ ترک کرنا نص کا ساتھ رائی قیاس کے بالاتفاق حرام ہے انتہے۔ پس اے ناظرین غور کرنے کا مقام ہے اگر انصاف ہے تو تھوڑے ہی دلائل کافی ہین اور ہسٹ دہرم کو دفتر بھی کافی نہین **قولہ** ص۱۴ قول غیر مقلدین کا کہ فقہ مین بہت اختلاف ہے اور حدیث مین یہ نہین بالکل غلط ہے شاید اِن لوگون نے مشکوۃ بھی نہین دیکھی محض نام حدیث کا سُن لیا ہے۔ احادیث مین اِسقدر تعارض ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے یہ کلام محض دھوکہ دہی ہے جسکا دل چاہے دیکھ لیوے کہ احادیث بخاری کی باہم خود متعارض ہین اور یہ ہی سبب اختلاف فقہار و مجتہدین کا ہوا ہے اللہ اکبر کیسا غلط قول ہے کہ آفتاب پر خاک ڈالنا اِسی کو کہتے ہین۔ پس معلوم ہوا کہ فقہا کا اختلاف بسبب اختلاف احادیث کے ہوا ہے۔ اور عمل فقہ پر کرنا بعینہ احادیث پر عمل کرنا ہے **اقول** اجی مولف صاحب سبحانک ھذا بھتان عظیم آفتاب پر خاک ڈالنا تو آپ ہی کا کام ہے اِس لئے کہ ہمیشہ حدیث سے اعراض اور فقہ پر عمل صریح دھوکہ حرام ہے۔ اے ناظرین یہ قول مولف صاحب کہ احادیث کے اختلاف کے سبب سے فقہ مین اختلاف ہوا صریح غلط بلکہ کذب ہے۔ اور محض بے دلیل ہے۔ اسلئے کہ جو حدیث بخاری مین باہم متعارض تھین وہ تحریر کیون نفرمائین جس سے ناظرین کو یقین ہوتا۔ اے ناظرین فقہ مین جو اختلاف ہوا ہے تو بسبب نہ پہونچنے حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ علم احادیث ایک شخص پر منحصر نہین تلاش کرنے سے حاصل ہوتا ہے جب زحمت و جانفشانی اور طرح طرح کی تکلیفین اکابرین مثل امام بخاری ومسلم وغیرہ نے اوٹھائین تب اس مراتب کو پہونچے بہلا عجم سے عرب تک کوئی تو بخاری کی حدیث کو غلط کہدے۔ اجی مولف صاحب

بیٹھے بیٹھے یہ درجہ کب حاصل ہو سکتے ہین۔ بس یہی وجہ تھی اختلاف کی جو کہ آپ حدیث کیطرف منسوب فرماتے ہین تعجب ہے مثل مشہور ہے۔ اُنھین الزام دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ اجی مؤلف صاحب احادیث مین اختلاف کا کیا کام جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا ترجمہ اور جو زندہ رہیگا تم مین سے بعد میرے پس قریب ہے کہ دیکھے گا اختلاف بہت اے ناظرین یہ کلام رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صادق ہے یا مؤلف صاحب کا انصاف کا مقام ہے اور سنو ایم اللہ لقد ترکتکم علی مثل بیضاء لیلھا و نھارھا سواء۔ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی البتہ تحقیق چھوڑتا ہون مین تم کو اوپر دین روشن کے رات اُسکی اور دن اُسکا برابر ہے۔ اور سنو ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کلام اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ چھوڑتا ہون بیچ تمہارے دو حکم ہرگز ہرگز نہ گمراہ ہوگے جبتک پکڑے رہوگے اُن دونون کو کلام اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے ناظرین قول فقہا تو باتفاق سلف جمہور رای قیاس پر مبنی ہے کیونکر برابر حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو سکتا ہے جس کلام کی شان مین فرمان اللہ عزوجل موجود ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کا مضمون اظہر من الشمس ہے **اعتراض** صحابہ رض مین اکثر اختلاف ہوا ہے **جواب** صحابہ رض کا اختلاف بسبب عدم موجودگی کے ہوا یعنی اُنکو حدیث نہ پہونچی۔ بخلاف اُنکے جو حاضر خدمت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم ہون تو یہ کوئی تعجب نہین۔ اور نہ اِسکا نام تعارض ہے۔ بس علی ہذا ائمہ مجتہدین رح مین بھی جو اختلاف ہوا ہے قیاس مین اور بسبب عدم ادراک نص کے معاذ اللہ وہ حضرات مجتہدین نہایت جفاکش محقق تھے وہ حضرات عظمت احادیث سے بخوبی واقف تھے۔ بسبب عدم ادراک نص مجبوراً بحسب ضرورت قیاس صحیح پر عمل کر کے فرما دیا۔ اترکو قولی بخبر الرسول ترجمہ چھوڑ دو میرے قول کو بمقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قول کے قصداً حضرات مجتہدین رہ نے بمقابلہ نص کے قیاس پر عمل نہین کیا۔ اے ناظرین اگر بزعم مولف صاحب علت نص کو دریافت کرکے اور قیاس صحیح پر مجتہدین نے عمل کیا اور نص ظاہر کو ترک کر دیا تو یہ صریح غلط فہمی مولف صاحب اور دھوکہ دہی عوام ہے۔ بلکہ لفظ اترکوا قولی بخبر الرسول دال ہے کہ عدم اوراک نص مین قیاس کیا گیا ہے۔ ناظرین کو غور فرمانا چاہیئے۔ اختلاف احادیث کی تعریف باتفاق اہل علم یہ ہے۔ مثلاً شارع علیہ السلام نے اول یہ فرمایا کہ بوقت قیام نماز قبل وضو کرنا چاہیئے۔ بعدہ یہ حکم دیا ہو کہ وضو نہ کرنا چاہیئے۔ دوسری جگہ یہ فرمایا کہ نماز روزہ حج زکوۃ سب مسلمانون پر فرض ہے ادا کرین۔ اور کسیجگہ یہ فرمایا ہو کہ نماز روزہ حج زکوۃ مسلمانون پر فرض نہین ادا نکرین۔ اور سنو حدیث شریف مین وارد ہے کہ اعضاء وضو کا ایک ایک بار اور دو دو بار۔ اور تین تین بار مختلف روایتون سے ثابت ہے ہر ایک اہل علم پر واضح ہو۔ مگر ایک روایت ماقبل کی روایت کی نفی نہین کرسکتی بلکہ تاکید اور فضیلت ایک پر دو کو اور دو پر تین کو ہے پس عامل کو اختیار ہے جسطرح پر چاہے عمل کرے بہر حال صواب پر ہے۔ باسلئے کہ ہر فعل مین اتباع سنت ہے۔ کیا بزعم مولف صاحب تعارض اسیکا نام ہے تو بہت بڑی فحش غلطی ہے

قولہ صفحہ ایضاً امام صاحب کی احادیث ہرگز ضعاف نہین امام صاحب تابعین اور تبع تابعین سے روایت نہایت تحقیق کیساتھ کرتے ہین اور علم اہل کوفہ کا نہایت وسیع تھا کہ ہزدہ سو صحابہ رضی وہان تشریف رکھتے تھے اور اُسوقت بخاری و مسلم پیدا بھی نہین ہوئے تھے سو امام صاحب کے استادون سے لیکر صحابہ تک چند واسطے ہوتے تھے وہ سب معتمد و ثقہ تھے تو وہ ان صحاح احادیث سے استنباط مسائل کا فرماتے تھے پھر بعد امام صاحب کے جو اُن احادیث کی نقل ہوئی ہے تو نیچے کے درجہ مین اگر بعض روایت مین بسبب ضعف راوی تحتانی کے ضعف روایت کا ہوا پس اس ضعف سے امام صاحب کی سند مین ضعف جاننا سخت کم فہمی ہے۔ **اقول** اجی مولف عامل بالحدیث تو اس امر مین کچھ بھی نہین کہتے یہ صریح آپکا افترا بندی ہے۔ اے ناظرین غور کرنیکا مقام ہے کتب فقہ مروجہ کے مصنف اپنی تصنیفات ہی مین تحریر فرماتے ہین

دیکھو صاحب فتح القدیر۔ وصاحب ہدایہ۔ وشرح وقایہ۔ وعینی وغیرہم نے جو حدیث کسی امر مین حاشیہ پر مذہب حنفی کے موافق نقل کیا ہے تو اُسکی تضعیف بہی اُسی جگہ کردی ہے بلکہ شیخ ابن الہمام نے تو یہہ لکہا ہے کہ جسقدر مذہب حنفی کی احادیث ہین اکثر ضعیف ہین اور امام شعرانی حنفی اپنی تصنیفات مین تحریر کرتے ہین ان عذر ابی حنیفۃ ان لا یبلغ الحدیث الکثر الصحیح انتہی ترجمہ یعنی تحقیق معذور رہے ابی حنیفہ رح اِس بات سے کہ نہین پہونچی اُن کو حدیث صحیح انتہی۔ اجی مولف صاحب امام صاحب کی ضعاف احادیث کا ہونا تو اور ہی چیز ہے۔ درحقیقت امام صاحب نے تو علم حدیث کے پڑہنے ہی سے انکار کیا ہے آپکے مذہب کا معتبر فتاوے طحطاوی جلد اول مطبوعہ کلکتہ صـ۳۵ـ مین ہے بغور ملاحظہ فرماے گا۔ روی الخطیب فی تاریخہ عن ابی یوسف قال قال ابو حنیفۃ لما اردت طلب العلم جعلت اتخیر العلوم واسئل عواقبہا فقیل لی تعلم القران فقلت لعلہ اذا تعلمت القرآن وحفظتہ فما یکون اٰخرہ قالوا تجلس فی المجلس ویقرأ علیک الصبیان والاحداث ثم لا تلبث ان یخرج منہم من ہو احفظ منک او من یساویک فتذہب ریاستک فقلت فان سمعت الحدیث وکتبتہ حتی لم یکن فی الدنیا احفظ منی قالوا اذا کبرت حدثت واجتمع علیک الاحداث والصبیان ثم لم تامن ان تغلط فیرموک بالکذب فیصیر عارا علیک فی عقبک قلت لا حاجۃ لی فیہ ثم قلت تعلم النحو فقلت تعلمت النحو والعربیۃ مایکون اخر امری قالوا تقعد معلما فاکثر رزقک دینار ان الی ثلثۃ قلت وھذا لا عاقبۃ لہ قلت فان نظرت فی الشعر فلم یکن منی ما یکون اخر امری قالوا تمدح ھذا فیھب لک او یحملک علی دابۃ او یخلع علیک خلعۃ وان حرمک ھجوتہ

فصرت تقذف المحصنات فقلت لاحاجة لی فی ھذا فقلت فان نظرت فی الکلام مایکون اٰخرہ قالوا لایسلم من نظر فی الکلام من مشنعات فیرمی بالذندقة قلت فان تعلمت الفقه قالوا تسئل وتفتی الناس وتطلب للقضاء وان کنت ساتما قلت لیس لی فی العلوم انفع من ھذا فلزمت الفقه وتعلمته ترجمہ روایت کیا خطیب نے اپنی تاریخ مین ابو یوسف رح سے کہا انھون نے۔ کہ کہا۔ ابو حنیفہ رح نے جب چاہا طلب کرنا علم کا تو لگا مین تلاش کرنے کہ کون علم اچھا ہے اور لگا مین دریافت کرنے فوائد علمون کو۔ پس کہا گیا مجھسے سیکھ قرآن تو کہا مین نے کہ اگر سیکھا مین نے قرآن اور یاد کیا اُسکو تو کیا ہوگا نتیجہ اُسکا کہا لوگون نے کہ بیٹھے گا تو مکتب خانہ مین اور پڑھین گے تیرے پاس لڑکے اور کم عمر لوگ پس تھوڑے دن مین نکلے گا اُن مین سے تجھسے بڑھکر حافظ یا تیرے برابر پس جاتی رہیگی سرداری تو کہا مین نے۔ اگر سنون مین (حدیث) کو اور لکھون اُسکو یہان تک کہ نہ ہو دنیا مین مجھسے بڑھکر کوئی محدث۔ کہا لوگون نے جب بوڑھا ہوجائیگا تو حدیث بیان کریگا اور جمع ہونگے تیرے پاس کم سن لوگ اور لڑکے اُسوقت نہین محفوظ رہے گا تو غلطی کرنے سے پس طعن کرین گے لوگ کذب کا پس ہوگا اوپر تیرے عار بعد تیرے۔ کہا مین نے کوئی حاجت مجھکو اسکی نہین۔ پس کہا مین نے اگر سیکھون مین (نحو) اور عربیت کو تو کیا ہوگا نتیجہ میرا کہا لوگون نے بیٹھے گا تو معلم بنکر اور اکثر روزی تیری دو دینار تین دینار تک ہوگی کہا مین نے اسکا کچھہ فائدہ نہین کہا مین نے اگر توجہ کرون مین شعر مین پس نہو مجھسے بڑھکر کوئی شاعر تو کیا ہوگا نتیجہ میرا۔ کہا لوگون نے اگر مدح کی تو نے کسی کی پس انعام دیگا وہ تجھکو یا سوار کرے گا تجھکو کسی سواری پر یا خلعت دیگا تجھکو اور اگر محروم کیا اُس نے تجھکو تو ہجو کرے گا اُس کی پس عیب لگا دے گا تو پاکدامنون کو پس کہا مین نے نہین کوئی حاجت مجھکو اسکی۔ پھر کہا مین نے اگر توجہ کرون مین کلام مین تو کیا ہوگا نتیجہ اسکا کہا لوگون نے نہین بچتا ہے وہ شخص جو توجہ

کرتا ہے کلام مین کلام کے برائیون سے بس طعن کیا جاتا ہے ساتھہ زندیقون کے یعنی زندیق ہونے کے۔ کہا مین نے اگر سیکھون مین فقہ کو تو کہا لوگون نے پوچھا جائیگا تجھسے اور فتوے دیگا تو لوگون کو اور بلایا جائے گا تو واسطے قضاء کے اگرچہ تو سائم ہوگا۔ کہا مین نے سارے علمون مین اس سے بڑھکر میرے لئے کوئی نافع نہین ہے بس لازم پکڑا مین نے فقہ کو اور سیکھا مین نے فقہ کو۔ اجی مولف صاحب یہ فتوے آپکے عقائد مذہب کا معتبر سچا ہے۔ یا آپ۔ ہان البتہ آپ تو ضرور بے تکلف اپنے معتقدین کے روبرو یہ فرماوینگے کہ واللہ طحطاوی مین یہ روایت مذکور نہین۔ لہذا الکمترین نے چھاپہ اور صفحہ کا نشان لکھدیا ہے اگرچہ بذریعہ حلف کے اس روایت کو جھٹلائین مگر ناظرین طالب حق تو ضرور ہی دیکھہ لیوینگے اے ناظرین یہ قول مولف صاحب کہ بندرہ ۱۵ صحابہ رض کوفہ مین تشریف رکھتے تھے بلادلیل کسی کتاب معتبر کا حوالہ نہین محض ناظرین کو دھوکہ مین ڈالنا ہے۔ اور اگر بالفرض تسلیم بھی کرلین تو تعجب ہے کہ فقط حضرت انس رض سے رویت ہوا اور مابقی صحابہ رض کی زیارت سے محروم رہے۔ اے ناظرین باتفاق سلف جمہور امام صاحب اہل الرای مشہور ہی ہین بلکہ اور تمام سلف کے لوگ اپنی اپنی تصنیفات مین اہل رای لکھتے ہین۔ اے ناظرین اگر علم اہل کوفہ کا وسیع تھا تو امام صاحب علم حدیث سے کیون ناواقف رہے بلکہ قصداً علم حدیث کو ترک کیا اور علم کو حاصل کیا جیساکہ طحطاوی کی عبارت مذکورہ سے ظاہر ہوا ہے۔ اسی لئے تمام کتب فقہ مروجہ مین ہر ایک مسئلہ مین عند فلان عند فلان ہی ہے بخلاف کتب صحاح کے کہ ہر ایک حدیث مین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس اے ناظرین غور کرنے کا مقام ہے کہ کتب دینیہ جس مین فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہو وہ کتب دینیہ کیونکر ہوسکتی ہین۔ اجی مولف صاحب علم اہل کوفہ کا وسیع تھا یا اہل مدینہ کا کہ جس جگہہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحابہ رضؓ تشریف رکھین بخلاف کوفہ کے کہ بعض صحابہ رضؓ مین سے کسی کا وہان پر تشریف
لیجانا ثابت ہے۔ پس کیونکر فقہ بعینہ مانند کتب احادیث کے ہو سکتے ہین۔ اے ناظرین
سنو ملا علی قاری حنفی ۔شرح فقہ اکبر۔ مطبوعہ مطبع حنفی دہلی کے صفحہ ۳۰ مین
تحریر فرماتے ہین کہ علم وہ ہے کہ ہو بیچ اُسکے۔ حدثنا۔ اور جو اسکے سوا ہے وہ
وسواس ہے شیطان کا۔ اور کہا شعبہ نے کہ جو علم کہ نہین اُس مین اخبرنا
اور حدثنا وہ بیہودہ اور تل چھٹ ہے۔ پس جو کچھ علم و فضل امام ابوحنیفہ
رح کا تھا وہ سب سلف کے لوگ اپنی اپنی تصنیفات مین تحریر فرما گئے ہین وہ اظہر من الشمس
ہے۔ پس ہمکو یہ ہی فضیلت امام صاحب کی کافی ہے کہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے فقیہ
مشہور تھے بلکہ تمام فقیہون مین امام تھے۔ پس ایسے فضائل جو باتفاق سلف جمہور امام
صاحب مین نتھے اور اُنکا امام صاحب کی طرف نسبت کرنا مولف صاحب کا صریح شیوۂ رفض
پایا جاتا ہے پس امام صاحب نے علم حدیث کو حاصل ہی نہین کیا جیساکہ روایت خطیب سے ظاہر
ہوا ہے **قولہ** صـ۱۵ دیگر ائمۂ مجتہدین امام مالک و امام شافعی اور امام احمد رح تو تمام
عالم مین محدث مشہور ہین اور خود صحیحین ان کی روایات سے پر ہین ان کی احادیث کو
ضعیف کہنا تو سراسر حمق ہے ورنہ صحیحین بھی ضعیف ہو جائینگی بہر حال ائمۂ اربعہ کی
نسبت اُنکا یہ گمان فاسد و غلط ہے **اقول** اجی مولف صاحب آپکی تحریر سے
آپکا دعوے خود بخود باطل ہو گیا الحق یعلو ولا یعلی۔ اے ناظرین غور سے سنو فی التحقیق
اور بقول مولف صاحب ائمۂ ثلاثہ تمام عالم مین مشہور محدثین مین سے ہین اور
بعض بعض روایات ان حضرات سے کتب صحاح مین مروی ہے اور طبقہ محدثین
مین باتفاق سلف جمہور داخل ہین۔ مگر افسوس مولف صاحب نے ائمۂ ثلاثہ کی
تخصیص کی اور بعدہ امام صاحب کو بھی لپیٹ لیا۔ اے ناظرین مقدم تو امام صاحب
تھے ائمۂ ثلاثہ کے تخصیص کی ضرورت نہ تھی۔ پس مقدم تخصیص کرنا ائمۂ ثلاثہ کا صریح

سے قراۃ کرتے تھے پیچھے امام کے یعنی سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور کہا بخاری نے اور روایت
کی عمرو بن موسی بن سعد نے زید بن ثابت سے کہا جو امام کے پیچھے قراۃ کرے اُس کی
نماز نہین ہوتی اور اِس حدیث کی اسناد مین بعض کا بعض سے سماع پہچانا نہین جاتا اور
ایسی حدیث صحیح نہین ہوتی۔ اور کہا عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سعد الرازی نے
کہ خبر دی مجھکو جعفر نے یحیے البکا سے اور پوچھے گئے ابن عمر رض قراۃ فاتحہ خلف
الامام سے پس کہا نہین دیکھتا ہون مین مضائقہ اِس بات مین کہ پڑھی جاوے
فاتحۃ الکتاب بیچ نفس اپنے کے۔ پس ان احادیث مذکورہ سے یہ قول مولف صاحب
کا کہ عبد اللہ بن مسعود رض و ابن عمر رض و زید بن ثابت رض مانع تھے باطل ہے اِسلئے
کہ مولف کوئی دلیل صراحتاً نہ اشارتاً نہین نقل کرتے ہین فقط زبانی تحریر ہے۔ اے
ناظرین اور سنو حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لنا ابن سیف
قال ثنا اسرائیل قال ثنا حصین عن مجاهد سمعت عبد الله بن عمر يقرء
خلف الامام ترجمہ حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہم سے بخاری نے کہا اور کہا
واسطے ہمارے ابن سیف نے کہا حدیث کی ہمسے اسرائیل نے کہا حدیث کی ہمسے حصین
نے مجاہد سے کہ سنا مینے عبد اللہ ابن عمر رض سے وہ پڑھتے تھے پیچھے امام کے سورہ فاتحہ پس
اے ناظرین بزعم مؤلف صاحب عبد اللہ بن مسعود رض و ابن عمر رض و زید بن ثابت رض قراۃ
فاتحہ خلف الامام مانع تھے سو انھین حضرات کا پڑھنا روایات صحیحہ سے معہ سند راویون
معتبر کے صریح ثابت ہے۔ اور مابقی صحابہ رض بقول مؤلف صاحب مجوز ہی تھے وقال
عمر بن الخطاب اقرأ خلف الامام قلت وان قرأت قال نعم وان قرأت
وكذلك قال ابي بن كعب وحذيفة اليمان وعبادة ويذكرون
عن علي بن ابي طالب وعبد الله بن عمرو وابي سعيد الخدري وعدة
من اصحاب النبي صلعم نحو ذلك وقال القاسم بن محمد كان رجال ائمة

يقرؤن خلف الامام - وقال الحسن وسعيد بن جبير وميمون بن مهران وما احصے ما التابعين واهل العلم انه يقرأ خلف الامام وان جهر - وكانت عائشة رض تامر بالقرأة خلف الامام - وقال ابو وائل عن ابن مسعود انصت للامام وقال ابن المبارك دل ان هذا فی الجهر وانما يقرأ خلف الامام فيما سكت الامام

ترجمہ یعنی اور کہا حضرت عمر بن الخطاب رضؓ نے پڑھ پیچھے امام کے کہا مینے اور اگر آپ پڑھین تو کہا ہان اگر مین پڑھون۔ اور ایسا ہی کہا اُبی بن کعب اور حذیفہ الیمان نے اور عبادہ رضؓ نے اور ذکر کیا گیا علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عمرو اور ابی سعید خدری اور بہت سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا قاسم بن محمد نے کہ تھے بہت سے ائمہ پڑہتے پیچھے امام کے یعنی سورہ فاتحہ اور کہا حسن اور سعید بن جبیر اور میمون بن مہران نے اور بے شمار تابعین نے اور اہل علم نے کہ قراۃ کرتے تہے امام کے پیچھے اگرچہ پکار کے پڑھتا ہو۔ اور تھین عائشہ رضؓ حکم کرتین قراۃ فاتحہ خلف امام کا اور روایت کیا ہے ابو وائل نے ابن مسعود رضؓ سے چپ رہو واسطے امام کے اور کہا ابن المبارک نے اس سے معلوم ہوا کہ یہہ جہر یہ مین ہے سوا اسکے نہین پڑھتے تہے امام کے پیچھے ابن مسعود رضؓ جس مین امام چپ کے سے پڑھتا تھا۔ پس اہل انصاف کو مختصر ہی دلیل کافی ہے اور ہٹ دہرم کو دفتر بھی کافی نہین بعض لوگ آیہ فاقرءوا ما تیسر من القرآن سے تیسُّر سورہ اخلاص وسورہ کوثر کو بزعم اپنے تصور کرتے ہین جواب اسکا کئی طور پر لکھتا ہون

اول یہ کہ نزول اس آیہ شریف کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ہے نہ اور کسی پر۔ پس مُقبتسر بھی اس آیہ مذکور کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی تہے نہ (زید عمر بکر) باتفاق مومنین رسو خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تیسُّر سورہ فاتحہ ہی کا ہے نہ اور سورہ کا۔ اگر اور دیگر سورہ کا تیسُّر ہوتا تو ضرور بعد تحریمہ کے پڑھنا اُس دیگر سورہ کا عوض فاتحہ کے ظاہر ہوتا دوسری یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجد دین تہے نہ اور کوئی۔ اور مدام آپ نے ہر نماز مین بعد ثنا کے سورہ فاتحہ ہی پڑھی۔ پس اے ناظرین بہرحال عہد حیات فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام مین

سے قراۃ مقتدی کی منسوخ ہوگئی صریح کتب فقہ باطل کر رہی ہے اسلئے کہ علی العموم
تیرہ فرض ہین تخصیص نہین کہ مقتدی پر ایک فرض ساقط ہوجاتا ہے اُسکا بوجھ امام
اُٹھا لیتا ہے اور ما بقی فرض مذکورہ اوسپر قائم رہین یہہ کہین قاعدہ ہے کہ حکم
مطلق اپنے اطلاق پر نہے ہے۔ بلکہ باتفاق اہل علم مدام اپنے اطلاق پر ہی رہتا ہے اور
کبھی تغیر نہین ہوتا **ساتوین** اے ناظرین اور سنو وقال البخاری اتفق اهل العلم
وانتم انه لا یحتمل الامام فرضا عن القوم ثم قلتم القرأة فریضة ویحتمل
الامام هذا الفرض عن القوم فیما جهر الامام اولم یجهر ولا یحتمل الامام
شیئا من السنن نحو الثناء والتسبیح والتحمید فجعلتم الفرض اهون من
التطوع والقیاس عندك ان لا یقاس الفرض بالتطوع وان لا یجعل الفرض
اهون من التطوع وان یقاس الفرض اوالفرع با لفرض اذا کان من نحوه
فلو قست القراة بالرکوع والسجود والتشهد اذا کان هذه کلها فرضا ثم اختلفوا
فی فرض منها کان اولی عندمن یری القیاس ان یقیسوا الفرض اوالفرع بالفرض
ترجمہ یعنی کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ اتفاق کیا ہے اہل العلم نے اور تم نے کہ تحقیق نہین
اٹھاتا امام فرض قوم سے پھر تم کہتے ہو کہ قراۃ فرض ہے اور اوٹھا لیتا ہے امام
یہ فرض قوم سے بیچ نماز کے جس مین جہر کرے یا نہ کرے اور نہین اوٹھاتا امام کوئی
شے سنن سے جیسے ثنا۔ اور تسبیح۔ اور تحمید کو پس گروانا تم نے فرض کو ہلکا نفل سے
اور قیاس تو تیرا یہ کہ فرض نفل پر قیاس نہ کیا جاوے۔ یعنی فرض خفیف
نفل سے نہ کیا جاوے اور یہ کہ فرض یا فرع کو فرض پر قیاس کیا جاوے جب کہ
دونون ایک جنس کے ہون۔ اگر تو قرأة کو قیاس کرتا رکوع۔ وسجود۔ وتشہد
پر کیونکہ یہ سب فرض ہین۔ پھر اختلاف کیا لوگون نے بعض فرضون مین تو بہتر ہوتا
اُسکے نزدیک جو جائز رکھتا ہے فرض یا فرع کو فرض پر قیاس کرنیکو۔ اے ناظرین

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ قراۃ علی العموم فرض ہے۔ اور باتفاق
اصحاب کے بھی کہ امام قوم سے فرض کے بوجہ کو نہین اُٹھا سکتا جیسے ثنا۔ وتسبیح۔ وتحمید کو نہین
اوٹھا سکتا اور سب مقتدی خلف امام ثنا وتسبیح وتحمید پڑھتے ہین اور یہ سب سنن
مین ہین تو تعجب ہے کہ سنن کے بوجہ کو تو امام نہ اوٹھا سکے اور جو باتفاق قراۃ
فاتحہ فرض ہے اُسکے بوجہ کو امام قوم سے کیونکر اوٹھا سکتا ہے۔ بس صریح یہ مؤلف صاحب
کی ہٹ دہرمی ہے اور یہ صریح اپنے قول کے خلاف عمل کرتے کراتے ہین آٹھوین آیہ
واذا قرئ القرآن الخ کا نزول مولف صاحب پر نہین ہوا بلکہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پر ہوا۔ اور قبل نزول آیہ مذکور کے اور بقول مؤلف صاحب تمام صحابہ رض
سورہ فاتحہ و دیگر سورہ خلف امام پڑھتے تھے پس بوقت نزول آیہ مذکور کے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ مذکور کو مقید بسورۃ فرمایا اور فاتحہ کو مخصص فرمادیا ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرآن پاک کے مفسر تھے۔ اور تابع کلام الہی کے تھے
اور اگر آیہ مذکور مقید بسورۃ دیگر ہوگی تو باہم آیہ مذکورہ اور احادیث صحیحہ کثیرہ
جو اظہر من الشمس ہین مخالفت ٹھہیرےگی تو صریح اللہ رب العزت و رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم مین مورچہ بندی ٹہیری یعنی پروردگار تو یہ فرماوے کہ مقتدی خلف الامام
کچھہ نہ پڑھین اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماوین کہ مقتدی خلف الامام سورہ
فاتحہ ضرور پڑھین ورنہ نماز نہوگی اے ناظرین غور کرنیکا مقام ہے اور کیسا غلط زعم
مولف صاحب ہے۔ اور جسقدر احادیث صحیحہ کثیرہ قراۃ فاتحہ خلف الامام مین وارد
ہین سب کی سب جھوٹی ٹھہیرینگی۔ لہذا سب احادیث کا تحریر کرنا اس مین گنجائش
نہین فقط مختصر کرکے تحریر کرتا ہون حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا شجاع
بن الولید قال ثنا النضر قال عکرمہ قال حدثنی عمرو بن سعید عن عمرو بن
شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقرؤن خلفی

قالوا نعم انا لنهذ هذا قال فلا تفعلوا الا بام القرآن ترجمہ یعنی حدیث کی ہم سے
محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے کہا حدیث کی ہمسے شجاع بن الولید نے کہا
حدیث کی ہمسے نضر نے کہا حدیث کی ہمسے عکرمہ نے کہا حدیث کی مجھکو عمرو بن سعید نے
اُس نے عمرو بن شعیب سے اُسنے اپنے باپ سے اُسنے اپنے دادہ سے کہا فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تملوگ میرے پیچھے پڑھا کرتے ہو سب نے کہا ہان تحقیق جلدی
جلدی پڑھا کرتے ہین۔ فرمایا نہ کیا کرو مگر سورہ فاتحہ۔ اس حدیث سے صریح معلوم ہوا اور
بقول مؤلف صاحب بہی کہ سورہ فاتحہ و دیگر سورہ صحابہ رضہ آپکے پیچھے پڑھتے تھے پس
سورہ دیگر پر آپ نے آیہ واذا قری القرآن الخ کو مقید فرمایا۔ اور سورہ فاتحہ کو استثنا
فرمایا حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا احمد بن خالد قال ثنا محمد بن
اسحق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت رضہ قال صلی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ تجھر فیھا فقرأ رجل خلفه فقال لا یقرأ احدکم والامام
یقرأ الا بام القرآن۔ یعنی حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہم سے بخاری نے کہا
حدیث کی ہمسے احمد بن خالد نے کہا حدیث کی ہمسے محمد بن اسحق نے مکحول سے اس نے محمود
بن ربیع سے اُسنے عبادہ بن الصامت رضہ سے کہ نماز پڑھی رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز جہریہ میں قرأت کی ایک آدمی نے آپکے پیچھے۔ پس فرمایا آپ نے نہ قرأت کرے ایک
تمہارا اور امام قرأت کرتا ہو مگر اُم القرآن حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عتبة
بن سعید عن اسمعیل عن الاوزاعی عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن عبادہ بن الصامت
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابه تقرؤن القرآن اذا کنتم معی
فی الصلوۃ قالوا نعم یارسول اللہ هذا هذا قال لا تفعلوا الا بام القران یعنی حدیث کی
ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے کہا حدیث کی عتبہ بن سعید نے اسمعیل سے اُسنے
اوزاعی سے اُسنے عمرو بن شعیب سے اُسنے اپنے باپ عبادہ بن الصامت رضہ سے کہا فرمایا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اصحاب اپنے کے کہ پڑھتے ہو قرآن کو جب ہوتے ہو تم ساتھ
میرے بیچ نماز کے سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ جلدی جلدی پڑھتے ہیں فرمایا آپنے نہ کیا
کرو مگر ام القرآن تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۲۹ مطبوعہ مصر عن عایشۃ رض قالت کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفتتح الصلوۃ بالتکبیر والقراۃ بالحمد للہ رب العالمین
وبمانی الصحیحین عن انس بن مالک رض قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فکانوا یفتتحون بالحمد للہ رب العالمین۔ ترجمہ
یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رض سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے نماز
ساتھ تکبیر اور قراۃ ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے اور ساتھ اسکے بیچ صحیحین کی روایت
ہے انس بن مالک رض سے کہا نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
کے اور شروع کی انھون نے نماز ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے حدثنا محمود قال ثنا البخاری
قال ثنا عبدان یزید بن زریع قال ثنا خالد عن ابی قلابۃ عن محمد بن ابی عائشۃ
عمن شھد ذالک قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قضی صلاتہ قال
اتقرؤن والامام یقرأ قالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا الا ان یقرأ احدکم
بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ۔ یعنی حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے
کہا حدیث کی ہمسے عبدان نے کہا حدیث کی ہمسے یزید بن زریع نے کہا حدیث کی ہمسے
خالد نے اسنے ابی قلابہ سے اسنے محمد بن ابی عائشہ سے اس سے جو واقعہ مین حاضر تھا۔ کہا
نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس جب فارغ ہوئے آپ اپنی نماز سے فرمایا آپنے آیا پڑھتے
ہو اور امام بھی پڑھتا ہے بولے سب کہ تحقیق ہم البتہ کرتے ہین فرمایا پس نہ کیا کرو مگر یہ کہ پڑھے
ایک تم مین کا فاتحۃ الکتاب بیچ نفس اپنے کے۔ پس ان احادیث مذکورہ سے صحیح طور سے
واضح ہوگیا کہ سورہ فاتحہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصص فرمایا اور آیہ واذا
قرئ القرآن الخ سے سورہ دیگر کو مقید فرمایا۔ اگر بزعم مولف صاحب مطلق قراۃ مقتدی کی

منسوخ ہوگئی توجسقدر کتب فقہ مین فقہار کے یہ کلام ہین کہ علی العموم قراۃ فرض ہے تو یہ قول فقہا کے اور جسقدر احادیث صحیحہ قراۃ فاتحہ خلف الامام مین وارد ہین سب کی سب جھوٹھی ٹھرینگی۔ پس باتفاق فقہار محدثین کے بخوبی واضح ہوا کہ قراۃ فاتحہ خلف امام ضرور چاہئے اور اگر بسبب حسد یا کیے ورغلانے سے فاتحہ خلف الامام نہ پڑھینگے تو بموجب حدیث شریف کے نماز نہین ادا ہوگی حدثنا محمود قال ثنا البخاری انبا سفین قال ثنا الزهری عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت رض قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب۔ یعنی حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے کہا خبر دی ہمکو سفیان نے کہا حدیث کی ہمکو زہری نے محمود بن ربیع سے اُسنے عبادہ بن صامت رض سے کہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین نماز اوسکی جو نہ پڑھے فاتحۃ الکتاب۔ پس جب نہ پڑہی فاتحہ پیچھے امام کے تو بموجب حدیث کے نماز ادا نہوئی۔ تو تارک الصلوٰۃ ہوا تو ضرور عند اللہ ماخوذ ہوگا اعتراض جس نے رکوع پایا رکعت پائی حدیث مین وارد ہے جواب۔ بموجب احادیث صحیحہ کے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا مسدد وموسی بن اسمعیل ومغفل بن مالک قالوا ثنا ابو عوانة عن محمد بن اسحق عن الاعرج عن ابی هریرة رض قال لا یجزیک الا ان تدرک الامام قائما یعنی حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے کہا حدیث کی ہمسے مسدد نے اور موسی بن اسمعیل ومغفل بن مالک نے کہا سب نے حدیث کی ہمسے ابو عوانہ نے محمدؐ بن اسحق سے اُس نے اعرج سے اُس نے ابی ہریرہ رض سے کہا نہین کفایت کرتی تجھکو مگر یہہ کہ پاوے تو امام کو قیام مین۔ یعنی رکوع مین امام کو مسبوق پاوے تو وہ کافی نہین بلکہ قیام مین پانا امام کو مسبوق کے لئے کافی ہے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عبید بن یعیش قال ثنا یونس قال اسحق قال اخبرنی الاعرج قال سمعت اباهریرة رض یقول لا یجزیک الا ان تدرک الامام

قائماقبل الرکوع یعنی حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہم سے بخاری نے کہا حدیث کی ہمسے عبید اللہ
بن یعیش نے کہا حدیث کی ہمسے یونس نے کہا حدیث کی ہمسے اسحٰق نے کہا خبر دی مجھے اعرج نے کہا
سنا مین نے ابو ہریرہ رض سے کہ کہتے تھے کہ تیری رکعت نہوگی جب تک امام کو کھڑا نہ پاوے پہلے
رکوع سے حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنا اللیث
قال ثنی جعفر بن ربیعة بن عبد الرحمن بن هرمز قال قال ابو سعید رض لا یرکع احدهم
حتی یقرأ بام القرآن یعنی حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے کہا حدیث کی
ہمسے عبد اللہ بن صالح نے کہا حدیث کی ہمسے لیث نے کہا حدیث کی مجھسے جعفر بن ربیعہ نے
عبد الرحمن بن ہرمز سے کہا کہ کہا ابو سعید رض نے نہ رکوع کرے جب تک سورہ فاتحہ نہ پڑھے
وقال موسی حدثنا همام عن الاعلم وهو زیاد عن الحسن عن ابی بکرة انتهی الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک
للنبی صلی اللہ علیہ فقال زادک اللہ حرصا ولا تعد قال البخاری فلیس
لاحد ان یعود لما نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنه ولیس فی جوابه انه اعتدّ
بالرکوع عن القیام والقیام فرض فی الکتاب والسنة یعنی کہا موسی نے حدیث کی
ہمسے ہمام نے اعلم سے اور وہ زیاد ہی اُسنے حسن سے اُس نے ابی بکرہ سے کہ وہ پہونچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جسوقت حضرت صلعم رکوع مین تھے اُس نے رکوع کیا صف کے پاس پہونچنے سے پہلے پس ذکر
اسکا حضرت صلعم کے روبرو آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تیری حرص کو بڑھا دے پھر نہ کرنا۔ کہا بخاری
نے کہ کسی کو یہہ بات جائز نہین کہ جس بات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماوین وہ بات
پھر کی جاوے۔ یعنی قیام و قراۃ کو ترک کر دیا جاوے۔ اور رکوع مین شریک ہو جاوے
اور یہہ بات جائز نہین فقط رکوع کے عوض قیام و قراۃ کا اعتبار کر لیا جاوے۔ فرمایا
قوموا للہ قانتین۔ یعنی کھڑا ہو واسطے اللہ کے آداب کے موافق۔ یعنی قیام قراۃ رکوع
قومہ سجدتین تشہد سلام یہہ سب کتاب و سنت سے لازم ہین۔ بلکہ فرمایا رسول خدا صلعم

ہے کہ سورہ فاتحہ درمیان اللہ رب العزت اور نمازی کے نصف نصف ہے۔ جب نمازی منفرد یا مقتدی یا امام۔ پڑھے گا تب مستحق لفظ نصف نصف کا ہوگا تب مستحق ثواب کا ہوگا اور تارک مستحق ثواب کا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پس بہرحال احادیث مذکورہ سے بخوبی واضح ہوگیا کہ عمل تمام صحابہ رض و تابعین و تبع تابعین کا قراۃ فاتحہ خلف الامام اسطور تھا بموجب اس حدیث کے حدثنا محمود قال حدثنا محمد بن اسمعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری قال ثنا عثمان بن سعید سمع عبد اللہ بن عمرو عن اسحق بن راشد عن الزھری عبد اللہ بن ابی رافع مولی بنی ھاشم حدثہ علی بن ابی طالب رض اذا لم یجھر الامام فی الصلوۃ فاقرؤا بام الکتاب وسورۃ اخری فی الاولیین من الظھر والعصر وبفاتحۃ الکتاب فی الاخریین من الظھر والعصر وفی الاخرۃ من المغرب وفی الاخرۃ من العشاء۔ یعنی حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہمسے محمد بن اسمعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری نے کہا حدیث کی ہمسے عثمان بن سعید نے سنا مینے عبد اللہ بن عمرو اسحق بن راشد سے اُس نے زہری سے اُس نے عبد اللہ بن ابی رافع مولی بنی ہاشم اُسکو علی بن ابی طالب سے جب نہ جہر کرے امام نماز مین پس پڑھو ام القرآن اور دیگر سورہ اول کی دو رکعتون مین ظہر و عصر مین۔ اور آخر کی دو رکعتون مین یعنی ظہر و عصر و مغرب و عشاء کی ہین فقط سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور فجر و مغرب و عشاء کی اول دو رکعتون مین امام جہر کرتا ہے اُس مین فقط سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اَے ناظرین یہ طریقہ سلف کے لوگون کا قراۃ خلف الامام مین تھا۔ اب ناظرین کو اختیار ہے جو حق ہو عند اللہ قبول و معمول فرماوین تاکہ عند اللہ ماجور ہوین **قولہ** صـ۳۶ نہی سے جو استثنا کیا جاتا ہے اُس مین وجوب مثل امر کے نہین ہوتا بلکہ اباحۃ ہوتی ہے سو یہان بھی اباحۃ اور رخصت ہے **اقول** اجی مولف صاحب یہ قاعدہ کسی اہل علم کا نہین بلکہ صریح آپکی گڑھت ہے

عوام کو دھوکہ مین ڈالنا ہی آپکی شان ہے کہ جبس اہل علم کے نزدیک یہ قاعدہ بزعم آپکے
تھا وہ مفصل تحریر کیون نہ فرمایا۔ تاکہ ناظرین کو یقین ہوتا مگر کسی امر مین دلیل کا بیان
کرنا شاید آپکی شان کے خلاف ہے اِس سبب سے آپنے اپنی تحریر مین کسی جگھ دلیل سے
کام نہین لیا بلکہ عقل مین جو آیا تحریر فرمایا۔ اے ناظرین غور سے سنو لاخیر فی کثیر من
نجوٰیھم الا من امر بصدقۃ او معروف الایہ۔ یعنی نہین بھلائی بیچ بہت سی صلحتون
اُنکی مین مگر جو حکم کرے ساتھ صدقات کے یا حکم کرے نیک کام کا سنت کے موافق
لا الہ الا اللہ یعنی نہین کوئی معبود لائق عبادت کے مگر اللہ۔ بہت آیتین اور احادیث
مثل آیات مذکورہ کے قرآن و حدیث مین باین الفاظ موجود ہین۔ بس مولف صاحب کو
لازم ہے کہ آیۃ مذکورہ سے اباحت و رخصت ثابت کر فماوین **قولہ** ص۲۸ یہ مسائل ثلثہ
بھی مثل مسئلہ فاتحہ کے مختلف فیہا صحابہ سے ہین کہ رفع یدین رکوع جاتے اور اوٹھتے
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائماً نہین کیا بلکہ گاہ کیا اور گاہ ترک اسیواسطے
صحابہ علیہم الرضوان اِس مین دو فریق ہوگئے ایک فریق نے اسکو مستحب جانا اور آپکا
ترک فرمانا بیان استحباب پر عمل کیا کہ دوام سنت موکدہ نہو جائے۔ اور دوسرے فریق
نے ترک کو آخر فعل و ناسخ سمجھا اور ہر دو فریق اپنے فہم و عمل پر آخر عمر تک قائم رہے **اقول**
اجی مولف صاحب آپ تو نہایت اعلی درجہ کے محقق معلوم ہوئے آفتاب پر خاک ڈالنا آپکا
ہی کام ہے۔ یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو مدام اظہر من الشمس ہے ترک کرنا کسی جگھ
ثابت نہین ہوا۔ اجی مولانا صاحب اگر بزعم آپکے ترک کرنا ثابت تھا تو وہ روایتین نقل
کیون نہین کین۔ اجی مولف صاحب آپکو قسم خدا کی ہے آپنے اس عمر مین کب تک رفعیدین
کی ہے اور کب سے ترک کی ہے۔ اور قراۃ فاتحہ خلف الامام کتنے عرصہ تک آپنے کی کیونکہ
بزعم آپکے صحابہ رض دو فریق تھے۔ مگر یقین میرا یہ ہے کہ آپنے تمام عمر مین نماز پنجگانہ مین سے کسی
نماز مین رفعیدین نہ کی ہوگی اور نہ قراۃ فاتحہ خلف الامام کبھی پڑھی ہوگی۔ اے ناظرین

کوئی حدیث ترک رفعیدین مین ثابت نہین فقط عبداللہ بن مسعود رضہ والی ایک حدیث
کو حجت پکڑ کے عوام کو دھوکہ مین ڈالدیا ہے۔ اور باتفاق سلف حال عبداللہ بن مسعود رض
والی حدیث کا سنو کئی طور پر حال تحریر کرتا ہون۔ اول یہ کہ کہا تعلیق المغنی شرح دارقطنی
کے صفحہ ۱۰۹ جلد اول مطبع فاروقی۔ قال الفقیہ ابو بکر بن اسحق ھذہ علة
لا یساوی سماعہا لان رفع الیدین قد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم عن الخلفاء الراشدین ثم عن الصحابة والتابعین ولیس فی نسیان
ابن مسعود رض لذلک ما یستغرب قد نسی ابن مسعود رض من القرآن مالم
یختلف المسلمون فیہ بعد وھی المعوذتین ونسی ما اتفق العلماء نسخہ
کالتطبیق ونسی کیف قیام الاثنین خلف الامام ونسی مالم یختلف
العلماء فیہ ان النبی صلی اللہ وسلم صلی الصبح یوم النحر فی وقتہا ونسی
کیفیة جمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرفة ونسی مالم یختلف العلماء
فیہ من وضع المرافق والساعد علی الارض فی السجود ونسی کیف کان
یقرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما خلق الذکر والانثی واذا جاز علی ابن
مسعود رض ان ینسی مثل ھذا فی الصلوة کیف لا یجوز مثلہ فی رفع الیدین
ترجمہ یعنی کہا فقیہہ ابو بکر بن اسحق نے کہ ساتھ اسکے علت ہے۔ اور نہین بیچ نسیان ابن مسعود رض
کے تعجب بیشک نسیان کیا ہے ابن مسعود رض نے قرآن مین سے وہ کہ نہین اختلاف
کیا ہے مسلمانون نے بیچ اسکے اب تک اور وہ معوذتین ہین اور نسیان کیا ہے اس چیز
مین کہ اتفاق ہے علمار کا اوپر نسخ اسکے کے مثل تطبیق کے اور نسیان تھا کہ کیونکر قیام
کرین دو آدمی پیچھے امام کے اور نسیان تھا اس چیز مین کہ نہین اختلاف کیا علماء نے بیچ
اسکے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی صبح کی یوم نحر مین بیچ وقت اسکے کے۔
اور نسیان تھا کہ کیفیت جمع کرنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفہ مین۔ اور نسیان تھا

اُس چیز مین کہ نہین اختلاف ہوا علمار مین بیچ اُسکے کہ رکہتے تہے کہنیان پھیلاکر اوپر زمین کے سجدون کے اندر۔ اور نسیان تھا کہ کیونکر تہے پڑہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وماخلق الذکر والانثی اور جب جائز ہوا وہم ابن مسعود رضہ کے مثل ان باتون کے بہولنا نماز مین پھر کیونکر نہین یقین ہوسکتا مثل اِسکے بہولنا بیچ رفعیدین کے۔ بہرحال باتفاق سلف جمہور عبداللہ بن مسعود رضہ کو بہت نسیان تھا جیساکہ عبارت مذکورہ سے واضح ہوا۔ دوسرے عبداللہ بن مسعود رضہ بہت پستہ قد تہے۔ یعنی بیٹھا ہوا آدمی اُنکے قد کے برابر ہوتا تھا اہل علم پر روشن ہے تیسرے استغراق صحابہ رضہ کا نماز مین مشہور ہے بخلاف ہم لوگون کے کہ نماز مین داہنے اور بائین اور نیچے اوپر دیکہتے ہین۔ پس عبداللہ بن مسعود رضہ بحالت رکوع تطبیق کرتے یعنی دونون ہاتھون کو ملاکر درمیان رانون کے رکہتے تہے بخلاف نبی صلعم اور صحابہ رضہ کے کہ باتفاق تمام مومنین بحالت رکوع گھٹنون پر ہاتھ رکہتے ہین۔ پس صریح دلیل ہے خشوع وخضوع ابن مسعود رضہ کا ایسا تھا کہ داہنے اور بائین کے آدمی کی حالت نہین جانتے تہے۔ بسبب حضور قلب۔ اور پستہ قد کے اور نسیان اسقدر تھا کہ نہ صحابہ رضہ کا فعل یاد رہتا۔ اور نہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پس صریح نسیان ہے کہ کوئی صحابہ رضہ تطبیق کا قائل نہین تہا بجز عبداللہ بن مسعود رضہ کے۔ پس رفعیدین کی حدیث جیسے عبداللہ بن مسعود رضہ کو یاد نہین ویسے ہی بحالت رکوع کے گھٹنون پر ہاتھ رکہنے کی حدیث بھول گئے تو کوئی تعجب نہین اور نسیان انکا ظاہر ہے۔ چوتھے اکثر صحابہ رضہ کو بسبب عدم موجودگی خدمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث نہ پہونچی تو کوئی تعجب نہین بلکہ خود مولف صاحب بروایۃ ابوداؤد نقل کرتے ہین اے ناظرین غور کرنے کا مقام ہے مولف صاحب صہ۱ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک صحابی کو کسی غزوہ مین سر مین چوٹ لگی تہی شب کو اُس شخص کو احتلام ہوا اُس صحابی نے اور

صحابیوں سے پوچھا کہ تیمم کرلوں سب نے کہا کہ پانی ہوتے تیمم درست نہیں اُس شخص نے غسل کیا
تو مر گیا تو کوئی تعجب نہیں کہ کتنے صحابیوں کو تیمم کا مسئلہ معلوم نہ تھا - اے ناظرین غور کرنیکا
مقام ہے کہ فقط مولف صاحب نے عبداللہ بن مسعود رضہ والی حدیث سے حجت پکڑی ہے
تو ضرور ہے کہ مولف صاحب بحالت رکوع تطبیق کرتے ہونگے یعنی گھٹنوں پر ہاتھ نہ
رکھتے ہونگے بلکہ درمیان رانوں کے دونوں ہاتھوں کو ملاکر دبا لیتے ہونگے - اور عیدین
کی نماز میں جو مولف صاحب رفعیدین کرتے ہیں ہر ایک تکبیر کے وقت اس رفعیدین کا
ثبوت مولف صاحب کو کیونکر ہوا - پس اے ناظرین جسقدر احادیث صحیحہ رفعیدین
وارد ہیں سب کی گنجائش اس میں تحریر کی نہیں لہذا بطور اختصار کے تحریر کرتا ہوں -

اخبرنا اسمعیل بن ابی یونس حدثنی عبد الرحمن بن ابی الزناد عن موسی
بن عقبة عن عبد الله بن الفضل الهاشمی عن عبد الرحمن بن هرمز الاعرج
عن عبید الله بن رافع عن علی بن ابی طالب رضہ ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم کان یرفع یدیه اذا کبر للصلوة حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع
واذا رفع راسه واذا قام من الرکعتین فعل مثل ذلک - قال البخاری
وکذلک یروی عن سبعة عشر نفر من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم
انهم کانوا یرفعون ایدیهم عند الرکوع وعند الرفع منه - ابو قتادة
الانصاری - وابو سعید الساعدی البدری ومحمد بن مسلمة البدری - و
سهل بن سعد الساعدی - وعبد الله بن عمر بن الخطاب وعبد الله بن
عباس بن عبد المطلب الهاشمی - وانس بن مالک خادم رسول الله
صلی الله علیه وسلم - وابو هریرة الدوسی - وعبد الله بن عمرو بن العاص
وعبد الله بن الزبیر بن العوام القرشی - ووائل بن حجر الحضرمی - ومالک
بن الحویرث - وابو موسی الاشعری - وابو حمید الساعدی الانصاری - و

عمر بن الخطاب ۔ وعلی بن ابی طالب وام الدرداءؓ ۔ ترجمہ یعنی خبر دی ہمکو اسمٰعیل
بن ابی یونس نے کہا حدیث کی مجھکو عبدالرحمن بن ابی الزناد نے موسی بن عقبہ سے
اُسنے عبداللہ بن الفضل الہاشمی سے اُسنے عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج سے اُس نے عبیداللہ
بن ابی رافع سے اُس نے علی بن ابی طالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے دونوں
ہاتھ اپنے اٹھاتے جب اللہ اکبر کہتے نماز کیواسطے اپنے مونڈھون تک اور جب ارادہ
کرتے رکوع کا اور جب سر اُٹھاتے رکوع سے اور جب دو رکعتون سے کہڑے ہوتے
ایسا ہی کرتے کہا بخاری نے اور ایسی ہی روایت ہے سترہ صحابیون نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سے کہ وہ اپنے ہاتھ اوٹھاتے تہے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت
اُن مین سے ہین ابو قتادۃ[1] الانصاری ۔ وابو اُسید[2] الساعدی البدری و محمد[3] بن
مسلمۃ البدری ۔ وسہل[4] بن سعد الساعدی ۔ وعبداللہ[5] بن عمر بن الخطاب ۔ وعبداللہ[6]
بن عباس بن عبد المطلب الہاشمی ۔ وانس[7] بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ۔ وابو ہریرۃ[8] الدوسی ۔ وعبداللہ[9] بن عمرو بن العاص ۔ وعبداللہ[10] بن الزبیر
بن العوام القرشی ۔ ووائل[11] بن حجر الحضرمی ۔ ومالک[12] بن الحویرث ۔ وابو موسی[13] الاشعری
وابو حمید[14] الساعدی ۔ وعمر[15] بن الخطاب وعلی[16] بن ابی طالب ۔ وام[17] الدرداء رضی اللہ
تعالی عنہم قال الحسن وحمید بن ہلال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یرفعون ایدیہم لم یستثن احدا من اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم دون احد ولم یثبت عند اہل العلم عن اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ ویروی ایضا عن
عدۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما وصفنا وکذالک روایتہ
عن عدۃ من علماء اہل مکۃ واہل الحجاز واہل العراق والشام والبصرۃ
والیمن وعدۃ من اہل خراسان منہم سعید بن جبیر وعطاء بن

ابی رباح ومجاهد والقاسم بن محمد وسالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب وعمر بن عبد العزیز ونعمان بن ابی عیاش والحسن وابن سیرین وطاؤس ومکحول وعبد الله بن دینار ونافع مولی عبد الله بن عمر والحسن بن مسلم وقیس بن سعد وعدة کثیرة کذلک یروی عن ام الدردا انها کانت ترفع یدیها وقد کان عبد الله بن المبارک یرفع یدیه وکذلک عامة اصحاب ابن المبارک منهم علی بن الحسین وعبد الله بن عمر ویحی بن یحی ومحدثی اهل بخارا منهم عیسے بن موسی وکعب بن سعید ومحمد بن سلام و عبد الله محمد والمسندی وعدة ممن لا یحصی لا اختلاف بین من وصفنا من اهل العلم وکان عبد الله بن الزبیر وعلی بن عبد الله ویحی بن معین واحمد بن حنبل واسحق بن ابراهیم یثبتون عامة هذه الاحادیث من رسول الله صلی الله علیه وسلم ویرونها حقا وهؤلاء اهل العلم من زمانهم ترجمہ یعنی اور کہا حسن اور حمید بن ہلال نے کہ تھے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم رفعیدین کرتے تھے کسی کو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استثنا نہین کیا۔ اور اہل العلم کے نزدیک کسی صحابہ رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکرنا رفعیدین کا ثابت نہین ہوا اور بہی کئی اصحاب رض سے روایت رفعیدین کریکی ہے جو ہمنے بیانکی ہے۔ اور اسیطرح روایت کیگئی ہے علماء مکہ اور حجاز اور عراق اور شام اور بصرہ اور یمن اور چند خراسان والونسے اُن مین سے سعید بن جبیر۔ اور عطاء بن ابی رباح۔ اور مجاہد۔ اور قاسم بن محمد۔ اور سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب۔ اور عمر بن عبد العزیز۔ اور نعمان بن ابی عیاش اور ابن سیرین۔ اور طاؤس۔ اور مکحول۔ اور عبد اللہ بن دینار۔ اور نافع مولی عبد اللہ بن عمر۔ اور حسن بن مسلم۔ قیس بن سعد۔ اور بہت سے لوگ ہین اور ایسی روایت ام الدرداء رض سے ہے کہ وہ بہی رفعیدین کرتی تہین۔ اور ایسے ہی سارے

اصحاب ابن المبارک کے اُن مین سے۔ عیسےٰ بن موسےٰ۔ اور علی بن الحسین۔ اور
عبد اللہ بن عمر۔ اور یحییٰ بن یحییٰ۔ اور محدثین بخاری کے اُن مین سے عیسےٰ بن
موسےٰ۔ اور کعب بن سعید۔ اور محمد بن سلام اور عبد اللہ بن محمد۔ اور مسندی
ہین۔ اور بہت لوگ بے شمار ہین۔ اور جتنے اہل علم مینے بیان کیے ہین ان مین اختلاف
رفع یدین مین نہین ہوا۔ اور تھے عبد اللہ بن زبیر۔ اور علی بن عبد اللہ۔ اور یحییٰ
بن معین۔ اور احمد بن حنبل۔ اور اسحاق بن ابراہیم۔ ان سب حدیثون کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرتے ہین۔ اور ان حدیثون کو حق سمجھتے ہین اور
یہ لوگ اپنے زمانہ کے لوگون مین اہل علم تھے۔ وکذلک روی عبد اللہ بن عمر
بن الخطاب رض حدثنا علی بن عبد اللہ قال ثنا سفین قال ثنا الزہری
عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یرفع یدیہ اذا کبر واذا رفع راسہ من الرکوع ولا یرفع ذلک بین السجدتین
قال علی بن عبد اللہ وکان اعلم اہل زمانہ رفع الیدین حق علی المسلمین
بما روی الزہری عن سالم عن ابیہ۔ ترجمہ یعنی اور ایسی ہی روایت ہے
عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رض سے حدیث کی ہمسے علی بن عبد اللہ نے کہا حدیث کی
ہمسے زہری نے سالم بن عبد اللہ سے اُسنے اپنے باپ سے کہا مینے دیکھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دونون ہاتھ اوٹھاتے اپنے جب اللہ اکبر کہتے اور جب
رکوع مین جاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور سجدے کے درمیان ایسا
نہ کرتے کہا علی بن عبد اللہ نے (اور وہ اپنے زمانہ کے سب لوگون سے زیادہ عالم
تھا) کہ رفعیدین کرنا واجب ہے مسلمانون پر اُس حدیث سے جو روایت کی زہری
نے سالم سے اُسنے اپنے باپ سے حدثنا مسدد قال ثنا یحیی بن سعید قال
ثنا عبد الحمید ابن جعفر قال ثنا محمد بن عمرو قال شہدت ابا حمید فی

عشرة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم احدهم ابو قتادة ابن الربیع
رض یقول انا اعلمکم بصلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا کیف
فوالله ما کنت اقدمنا له صحبة ولا اکثرنا له تباعا قال بلی راقبته قالوا
فاذکر قال کان اذا قام الی الصلوة رفع یدیه واذا رفع راسه من
الرکوع واذا قام من الرکعتین فعل مثل ذلک قال البخاری سألت
اباعاصم عن حدیث عبد الحمید بن جعفر فعرفه فحدثنی عبد الله بن
محمد عنه - قال عبد الحمید بن جعفر قال ثنا محمد بن عمرو بن عطاء قال شهدت
اباحمید فی عشرة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم احدهم ابو
قتادة بن الربیع قال انا اعلمکم بصلوة النبی صلی الله علیه وسلم فذکر
مثله فقالوا کلهم صدقت - حدیث کی ہمسے مسدد نے کہا حدیث کی ہمسے یحیی بن سعید
نے کہا حدیث کی ہمسے محمد بن عمرو نے کہا حاضر ہوا مین مجلس مین ابو حمید ساعدی کے جسمین
دس صحابہ رض تھے رسولخدا صلی الله علیه وسلم کے ایک اُن مین کا ابو قتادہ بن ربیع تھا
کہنے لگا ابو حمید مین تم لوگون سے زیادہ واقف ہون حضرت صلی الله علیه وسلم کی نماز
سے سب نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے خدا کی قسم تو ہم لوگون سے پہلے کا صحابی نہین اور ہم
لوگونسے زیادہ حضرت صلعم کی پیروی کرنیوالا نہین - کہا بلکہ مینے دیکہا انسے دیکھا سب نے
کہا تو بیان کر - کہا تہے کہڑے ہوتے جب نماز کیواسطے رسولخدا صلی الله علیه وسلم تو دونون
ہاتھ اپنے اُٹھاتے - اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور جب
کہڑے ہوتے دو رکعتون سے تو ایسا ہی کرتے - کہا بخاری نے مینے پوچھا ابو عاصم سے
حدیث سے عبد الحمید بن جعفر کے بس پہچانا اسکو بس حدیث بیان کی عبد الله بن محمد نے اُس سے کہا عبد الحمید بن جعفر نے کہا حدیث کی ہمسے محمد
بن عمرو بن عطا نے کہا حاضر ہوا مین ابو حمید کی مجلس مین جسمین دس صحابہ رض تھے نبی صلی الله علیه وسلم کے ایک اُنمین
کا ابو قتادہ بن ربیع تھا - کہا مین تمسے زیادہ حضرت صلعم کی نماز کو جانتا ہون - پھر ذکر کیا مثل اسکے

پھر کہا سب نے کہ سچ کہا تو نے یعنے نماز حضرت صلعم ایسی ہی پڑھا کرتے تھے حدثنا عبد اللہ بن یوسف انبا مالک عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک وکان لا یفعل ذلک فی السجود ۔ یعنی حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا خبر دی ہمکو مالک نے ابن شہاب سے اُسنے سالم بن عبد اللہ سے اُسنے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونون ہاتھ اُٹھاتے تھے مونڈھون کے برابر جب شروع کرتے نماز اور جب اللہ اکبر کہتے رکوع کیواسطے اور جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے اُٹھاتے اُن دونون کو ویسے ہی اور سجدون مین ایسا نہ کرتے اخبرنا ایوب بن سلیمان قال ثنا ابو بکر بن ابی اویس عن سلیمان بن بلال عن العلاء انہ سمع سالم بن عبد اللہ ان اباہ کان اذا رفع راسہ من الرکوع واذا اراد ان یقوم رفع یدیہ ۔ یعنی خبر دی ہمکو ایوب بن سلیمان نے کہا حدیث کی ہمسے ابو بکر بن ابی اویس نے سلیمان بن بلال سے اُسنے علاء سے تحقیق اُسنے سنا سالم بن عبد اللہ سے تحقیق باپ اُسکا تھا جب سر اُٹھاتا رکوع سے اور جب ارادہ کرتا قیام کا دوسری رکعت سے رفعیدین کرتا حدثنا عبد اللہ بن صالح ثنا اللیث اخبرنا نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا استقبل الصلوۃ رفع یدیہ قال واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع واذا قام من السجدتین یعنی حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن صالح نے کہا حدیث کی ہمسے لیث نے کہا خبر دی مجھکو نافع نے کہ تحقیق عبد اللہ بن عمر جبکہ شروع کرتے نماز کو رفعیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور جب کھڑے ہوتے دو رکعتون سے اللہ اکبر کہتے حدثنا الحمیدی انباء الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع ان ابن عمر رض کان اذا رای رجلا لا یرفع یدیہ اذا رکع واذا

دفع رماہ بالحصی۔ یعنی حدیث کی ہمسے حمیدی نے کہا خبر دی ہمکو ولید بن مسلم نے کہا مینے
سنا زید بن واقد کو کہ حدیث کرتے نافع سے کہ ابن عمرؓ جب دیکھتے کسی کو رفعیدین نہین کرتا نہ
رکوع کیوقت اور نہ رکوع سے سر اُٹھاتے وقت تو کنکریان پھینک کر مارتے اُسکو حدثنا
ابو الیمان انا شعیب عن الزہری عن سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمرؓ قال
رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح التکبیر فی الصلوۃ رفع
یدیہ حین یکبر حتی یجعلھما حذو منکبیہ و اذا کبر للرکوع فعل مثل ذلک واذا
قال سمع اللہ لمن حمدہ فعل مثل ذلک وقال ربنا لک الحمد ولا یفعل ذلک حین
یسجد ولا حین یرفع راسہ من السجود۔ قال البخاری وکان ابن المبارک فیما
اتبع الرسول واصحابہ والتابعین لکان اولی بہ من بینہ بقول من لا یعلم۔ یعنی
حدیث کی ہمسے ابو الیمان نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے زہری سے اُسنے سالم بن عبد اللہ سے کہ
عبد اللہ بن عمر نے کہا مینے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر
کیوقت دونون ہاتھ اُٹھاتے مونڈھون تک اور جب رکوع کرتے تو ایسا ہی کرتے۔ اور
جب کہتے سمع اللہ لمن حمدہ تو ایسا ہی کرتے اور کہتے ربنا لک الحمد اور نہین کرتے یہ سجدہ کیوقت
اور نہ سجدہ سے سر اُٹھاتے۔ کہا بخاری نے ابن المبارک رفعیدین کرتے تھے اور وہ اپنے زمانہ
مین سب سے بڑھکر علم مین تھے سو جسکو سلف کی باتون کی خبر نہین ہے وہ اقتدا
کرے ابن المبارک کا جس مین اُس نے پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور
صحابہ اور تابعین کی کی اُسکے لئے بہتر ہے اِس بات سے کہ اقتدا کرے جاہل کی۔ ولقد قال
وکیع من طلب الحدیث کما جاء فھو صاحب سنۃ ومن طلب الحدیث لیقوی
ھواہ فھو صاحب بدعۃ یعنی ان الانسان ینبغی ان یلغی رایہ لحدیث النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حیث یثبت الحدیث ولا یعلل بعلل لا یصح لیقوی
ھواہ یعنی (کہا وکیع نے) جو حدیث طلب کرتا ہے جیسے آئی ہے تو وہ سُنّی ہے۔ اور

جوطلب کرتا ہے اپنی راے قیاس کے ثابت کرنے کو تو وہ بدعتی ہے۔یعنی انسان کو لائق ہے کہ اپنی راے چھوڑ دے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مین جہان حدیث صحیح ثابت ہوگئی۔غیر صحیح علتین نہ نکالے۔اپنی راے کے زور دینے کو حدثنا ابی وائل بن حجر اخبرہ قال قلت لانظرن الی صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یصلی قال فنظرت الیہ قال فکبر ورفع یدیہ ثم لما اراد ان یرکع رفع یدیہ مثلھا ثم رفع راسہ فرفع یدیہ مثلھا ثم جئت بعد ذلک فی زمان فیہ برد علیھم جل الثیاب تحرک ایدیھم من تحت الثیاب قال البخاری ولم یستثن وائل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا اذا صلوا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ۔یعنی حدیث کی ہمسے ہمارے باپ وائل ابن حجر نے خبر دی اُسکو کہا مینے کہ دیکھون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیونکر پڑھتے ہین۔کہا دیکھا مینے اُنکی طرف کہا اللہ اکبر اور اُٹھایا دونو ہاتھون کو پھر جب ارادہ کیا رکوع کا اُٹھایا دونون ہاتھ ایساہی۔اور پھر سر اُٹھایا تو رفعیدین کیا ویساہی۔پھر مین آیا اُسکے بعد جاڑے کے زمانہ مین اُنپر بڑے بھاری کپڑے تھے ہلتے تھے ہاتھ اُنکے کپڑون کے نیچے (کہا بخاری) نے کہ نہین استثنا کیا وائل نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو کہ اُس نے رفعیدین نہ کی ہو جب نماز پڑھتے تھے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حدثنی عبد ربہ بن سلیمان بن عمیر قال رایت ام الدرداء رض ترفع یدیھا فی الصلوۃ حذو منکبیھا حین تفتتح الصلوۃ وحین ترکع فاذا قالت سمع اللہ لمن حمدہ رفعت یدیھا وقالت ربنا ولک الحمد۔قال البخاری ونساء بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھن اعلم من ھؤلاء حین رفعن ایدیھن فی الصلوۃ یعنی حدیث کی ہمسے مقاتل نے کہا حدیث کی ہمسے عبداللہ بن المبارک نے کہا خبر دی ہمکو اسمعیل نے۔کہا

حدیث کی مجھکو عبد ربہ بن سلیمان بن عمیر نے۔ کہا دیکھا مینے ام الدرداء رض کو اُٹھاتی تھین
دونون ہاتھون کو اپنے مونڈھون کے برابر جب شروع کرتین نماز کو۔ اور جب رکوع
کرتین اور جب کہتین سمع اللہ لمن حمدہ۔ اُٹھاتین اپنے دونون ہاتھون کو اور کہتین
ربنا لک الحمد۔ کہا بخاری نے کہ عورتین بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ جانتی
تھین اُن لوگون سے کہ نماز مین رفعیدین کرتین حدثنا مسلم بن ابراھیم قال
ثنا شعبة قال ثنا عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر الحضرمی رض انه
صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم فلما کبر رفع یدیه فلما اراد ان یرکع
رفع یدیه۔ قال البخاری۔ وروی عن عمر بن الخطاب رض عن النبی صلی الله
علیه وسلم وعن ابی هریرة عن النبی صلعم وعن جابر بن عبد الله عن النبی صلعم
وعبید بن عمیر عن ابیه عن النبی صلعم وعن ابن عباس رض عن النبی صلعم
وعن ابی موسی عن النبی صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه عند الرکوع واذا
رفع راسه۔ قال البخاری فیما ذکرنا کفایة لمن یفهمه انشاء الله تعالی حدیث کی
ہمسے مسلم بن ابراہیم نے کہا حدیث کی ہمسے شعبہ نے کہا حدیث کی ہمسے عاصم بن کلیب نے اُسنے
اپنے باپ سے اُسنے وائل بن حجر الحضرمی سے کہ اُس نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ جب آپ نے اللہ اکبر کہا رفع یدین کیا۔ اور جب رکوع کیا رفعیدین
کیا (کہا بخاری نے) اور روایت ہے عمر بن الخطاب رض سے وہ نبی صلعم سے۔ اور ابوہریرہ رض
سے وہ نبی صلعم سے۔ اور جابر بن عبد اللہ رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور عبید بن
عمیر رض سے اُسنے اپنے باپ سے اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ابن عباس رض نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابوموسی نے نبی صلعم سے کہ آپ رفعیدین کرتے رکوع
کیوقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے۔ اور کہا (بخاری نے) هذه العبارة ههنا
للاعلام ان اهل السنة والجماعة کلهم یرفعون ایدیهم عند الافتتاح

وعند الرکوع وعند الرفع منه وبعد الرکعتین - یعنی تمام صحابہ رض و تابعین رح
و تبع تابعین رح وغیرہم کا یہ ہی عمل تھا کہ بوقت رکوع کرنے نماز کے رفعیدین کرتے اور
جب رکوع سے سر اُٹھاتے - اور جب دو رکعت کے بعد اور تمام اہل سنت والجماعت
کا یہ ہی عمل تھا - بعضے علما عوام ناواقفون کو یہ دھوکہ دیتے ہین کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے رفعیدین کرنے کو منع کر دیا ہے کہ حدیث مین آیا ہے اور یہ لفظ
کہتے ہین کہ کیا شریر گہوڑون کی طرح دُمین ہلاتے ہو جواب اسکا یہہ ہے - اے
ناظرین غور سے اس مضمون کو سننا چاہئے - صحیح مسلم کے جلد اول مطبع نول کشور کے
صفحہ ۱۸۱ شرح نووی مین جابر بن سمرۃ رض سے ہے قال کنا اذا صلینا مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ واشار بیدہ الی
الجانبین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علام تومون بایدیکم
کانها اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم
علی اخیه من علی یمینه وشماله - وعن جابر بن سمرۃ رض قال صلیت مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا سلمنا فقلنا بایدینا السلام علیکم
السلام علیکم نظر الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم
تشیرون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس اذا سلم احدکم فلیلتفت
الی صاحبه ولا یومی بیدہ - ترجمہ یعنی روایت ہے جابر بیٹے سمرہ کے سے کہا تھے
ہم جب نماز پڑھتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتے ہم السلام علیکم و
رحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اشارہ کرتے تھے ساتھ ہاتھون اپنے کے دونون
طرف پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہلاتے ہو ہاتھون اپنے کو جیسے
وہ دم گہوڑے شریر کیطرح سواے اسکے کہ کافی ہے ہر ایک تمہارے کو کہ رکھے
ہاتھون اپنے کو اوپر زانوا اپنے کے پھر کہے سلام اوپر بھائی اپنے کے جو دہنے اُسکے ہے

اور بائین اُسکے ہین۔ اور روایت ہے جابر بن سمرہ رضہ سے کہا نماز پڑھی ہمنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہتے ہم جب سلام کرتے ساتھ ہاتھون اپنے کے السلام علیکم تو دیکھا طرف ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس فرمایا آپنے کیا حال ہے تمہارا کہ اشارہ کرتے ہو تم ساتھ ہاتھون اپنے کے جیسے دم گہوڑے شریر کی نہین سواے اِسکے کہ کافی ہے ہر ایک تمہارے کو یہ کہ رکھے ہاتھون اپنے کو اوپر رانون اپنی کے پھر سلام کرے اوپر بھائی اپنے کے جو دہنے اُسکے ہین اور جو بائین اُسکے ہین۔ اور روایت ہے جابر بن سمرہ رضہ سے کہا نماز پڑھی ہمنے ساتھ رسول اللہ صلعم کے پس کہتے ہم جب سلام کرتے اپنے اپنے ہاتھون کے ساتھ السلام علیکم دیکھا طرف ہمارے رسول اللہ صلعم نے پس فرمایا آپنے کیا حال ہے تمہارا کہ اشارہ کرتے ہو ساتھ ہاتھون اپنے کے مانند دم گھوڑے شریر کے جب سلام کرے کوئی تمہارا پس چاہیئے کہ التفات کرے طرف صاحب اپنے کے اور نہ اشارہ کرے ساتھ ہاتھون اپنے کے ؎ عن مالک بن حویرث رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا کما رایتمونی اصلی رواہ البخاری ترجمہ روایت ہے مالک ابن حویرث رضہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھو تم سب جیسا کہ مجھے دیکھتے ہو نماز پڑھتے روایت کیا اِس حدیث کو بخاری نے۔ اے ناظرین تمام صحابہ رضہ آپکا مدام رفعیدین کرنا بیان کرتے ہین اور کوئی حدیث ترک رفعیدین مین وارد نہین فقط عبداللہ بن مسعود رضہ کی روایت ہے تو وہ تمام احادیث پر حجت نہین ہوسکتی اِسلئے کہ اُنکو نسیان بہت تھا وہ حال کمترین اِس رسالہ کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھہ چکا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اے ناظرین مولف صاحب کا یہ فرمانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین صحابہ رضہ دو فریق تھے اور رسول اللہ صلعم نے مدام رفعیدین نہین کیا صریح غلط و دھوکہ عوام ہے۔ اگر مولف صاحب کے نزدیک یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدام ثابت نہ تھا تو وہ روایتین اور آثار صحابہ کیون تحریر نہ فرمائین جس سے ناظرین کو بخوبی یقین ہوتا۔ اور اگر زعم ہے مولف صاحب کو کہ حدیث عدم رفعیدین جو فقط عبداللہ بن مسعود رضہ ہی سے روایت ہے وہ تمام احادیث کی

ناسخ ہے تو صریح اس حدیث کے مصداق ہین ید اللہ علی الجماعۃ فمن شذ شذ فی النار۔ اے ناظرین میری تحریر و تقریر پر غور فرمانا کہ باتفاق سلف جمہور عدم فعل سنت نہین ہوتا بلکہ فعل سنت ہوتا ہے۔ اور رفعیدین کرنا نماز پنجگانہ مین ایسی فضیلت ہے جیسے کوئی شخص مدام تہجد گذار بہی ہے۔ جیسے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل الصلوۃ بعد الفریضۃ صلوۃ اللیل اور رفعیدین کرنیوالے کو دو سو نیکیون کا ثواب ملتا ہے ہر رکعت مین اس لئے کہ دس انگلیان ہر بار دونون ہاتھون کی سنت جانکر بلند کرتا ہے ہر انگلی پر دس دس نیکی کا ثواب ہے تو ہر مرتبہ ہر رکعت مین رفعیدین کرنے سے دو سو نیکیون کا فاعل مستحق ہوا اور ایسی ہی بزرگی اُس نمازی کو ہے جو رفعیدین کرتا ہے جیسے نماز پنجگانہ والا مدام تہجد کی نماز بہی ادا کرتا ہے بخلاف اُسکے جو فقط نماز پنجگانہ ہی پڑہتا ہے اور تہجد کی نماز کو ترک کرتا ہے اے ناظرین عبد اللہ بن عمر رض تارک رفعیدین پر سخت ناراض ہوتے بلکہ کنکریان مارتے تہے جیساکہ حدیث مذکورہ بالا سے بخوبی واضح ہوگیا ہے۔ بس بہرحال رفعیدین بوقت جانے رکوع اور بعد رکوع کے تمام صحابہ رض کا بلکہ شارع علیہ السلام سے ثابت ہے اور ترک ثابت نہین جیساکہ احادیث صحیحہ مذکورہ سے واضح ہوا ہے اجی مولف صاحب تمام کتب صحاح رفعیدین کی احادیث سے لبریز ہین۔ درحقیقت آپ نے صریح حق سے چشم پوشی اور اور ہٹ دہرمی پر کمر باندھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مصلحت وقت کا بہت خیال ہے کہ آخر ضعیفی مین کیون لوگون کا نشانہ بنین اگر ایسے ہی آپکے خیال ہین تو صریح اس حدیث کے مصداق ہین فمن رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ **قولہ** صـ۲۹ آمین کے باب دونون طرف حدیث صحیح موجود ہین اس مین بہی دو فریق ہین ایک جہر کو اولی کہتے ہین۔ دوسرے خفیہ کو اولی کہتے ہین اور اصل آمین کے کہنے کی سنت ہونے مین اتفاق ہے اس مین بہی وہی جواب ہے کہ آمین جہر و اخفا مین صحابہ علیہم الرضوان مختلف ہین۔ اور روایات احادیث کی مختلف ہین۔ حضرت عمر و علی و ابن مسعود و ابن کعب و سمرہ رضوان اللہ تعالے علیہم

اخفاکے جانب ہین پس مجتہدین نے کسی ایک قول کو مرجح بناکر اپنا معمول بنایا اور اُس جانب کو اولی قرار دیا ہے۔ لہذا دونون قول صحیح ہین کہ دونون تقریر فخر عالم علیہ السلام سے اور عمل صحابہ رض سے ثابت ہین فقط واللہ تعالی اعلم **اقول** اجی مولف صاحب یہان پر بہی آپ نے راست کلام نفرمایا۔ وہ کونسی روایات ہین کہ دونون پر تقریر روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئی اور صحابہ رض مختلف ہوئے۔ صحیح دہوکہ عوام سے آپکو لازم تہا کہ جو روایات صحیحہ اخفاء آمین مین وارد تہین وہ نقل کرتے جس سے ناظرین کو یقین ہوتا۔ فقط نام صحابہ رض کا آپنے تحریر کر دیا ہے اور روایت نام بنام کوئی تحریر نہ فرمائی کیونکر آپکی ایسی تحریر پر ناظرین کو یقین ہو اسلئے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا ترجمہ اور جو زندہ رہیگا تم مین سے بعد میرے پس قریب ہے کہ دیکھے گا اختلاف بہت اے ناظرین مولف صاحب کے قول کو ملاحظہ فرمائیگا کہ عہد حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تقریر ہوکر صحابہ رض دو فریق ہوگئے یعنی بعض نے جہر کو اولی جانا۔ اور بعض نے اخفاء کو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون کو قائم رکہا۔ اور وہ روایات نقل نہین کی اور صریح حدیث مذکورہ سے ثابت ہے کہ تمام صحابہ رض در باب جہر آمین متفق تہے عہد حیات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین۔ اے ناظرین اب ذرا غور سے سنو فقط ایک حدیث مولف صاحب کی حجت ہے اور وہ بہی باتفاق سلف جمہور ضعیف ہے اگر وہ حدیث صحیح ہولی تو ضرور مولف صاحب افلاک پر ہوتے اور جسقدر احادیث صحیحہ جہر آمین مین وارد ہین اور مولف صاحب بہی اُنکے صحیح ہونیکے قائل ہین اسوجہ سے کہ اگر احادیث آمین بالجہر کو ضعیف کہا تو درجواب اِسکے حدیث آمین اخفاء کی ضروری ضعیف ہوجاویگی اور آمین بالجہر کی حدیثین تو صحیح ہین اُسمین کسی کو کلام نہین۔ یہ ٹٹی کی اوٹ کہ صحیح کو صحیح کہا اس خیال سے کہ ضعیف بہی صحیح ہوجاوے جس سے کہ عوام مین عمل ہمارا قوی ہو مجبوراً کہتے ہین یہ سب فرمانا مولف صاحب کا اس اندھی تقلید کا باعث ہے اگر انصاف پسند ہوتے اور دام تقلید مین مبتلا نہوتے تو فوراً حق کو ظاہر کرتے اور صحیح حدیثون

پر عمل کرتے کُھلم کُھلا۔ اے ناظرین جس حدیث پر مولف صاحب نے حجت پکڑی ہے حال اُس حدیث کا سنو وہ حدیث وائل بن حجر رضہ سے جسکے سند مین شعبہ راوی ہے اُس مین یون لفظ آیا ہے کہ خفض بها صوته یعنی پست کیا ساتھہ اسکے آواز اپنی کو۔ اور دوسری سند سے وائل بن حجر کی جس مین سفیان ہے یون لفظ آیا ہے مد بها صوته یعنی بلند کیا ساتھ اوسکے آواز اپنی کو۔ کہا دار قطنی نے کہ شعبہ کو سہو ہوا ہے اور صحیح یہ ہے کہ بلند آواز سے آمین کہی تلخیص ص۸۹ اور دار قطنی ص۱۲۷ مین ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان اور یحییٰ ابن معین نے کہا ہے کہ جب کبھی شعبہ اور سفیان مین اختلاف ہوا ہے تو قول سفیان مقدم رہا ہے حفاظ حدیث مثل امام بخاری و مسلم کا اس امر مین اتفاق ہے کہ اس مین شعبہ سے سہو ہوا ہے اور صحیح الفاظ حدیث کے یہ ہین قال آمین مد بها صوته یعنی کہا آمین آپ نے بلند کیا ساتھ اُسکے آواز اپنی کو۔ اور بیہقی نے کہا مین نہین جانتا کہ تمام علماء حدیث مین کسی کا اس امر مین اختلاف ہو کہ جس روایت مین سفیان اور شعبہ کا اختلاف ہوا ہے اُس مین سفیان کا قول مقبول ہوگا۔ اسلئے کہ خود شعبہ نے کہا ہے کہ یاد رکھنے مین سفیان مجھسے زیادہ ہے اور مغنی حاشیہ دار قطنی کے ص۱۲۷ و ص۱۲۸ مین اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھہ روایت کی ہے عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قراۃ ام القران رفع بها صوته وقال آمین۔ یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضہ سے کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے ام القرآن سے بلند کرتے آواز اپنی کو اور کہتے آمین اور نیل الاوطار کے ص۱۰۱ جلد ۲ مین ہے جب ولا الضالین پڑھ لیتے اسکے بعد آمین اتنی بلند آواز سے کہتے کہ پہلی صف کے لوگ سن لیتے تھے۔ اور بیہقی مین حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے آمین کہتے۔ اور سنن ابن ماجہ کا بھی اس روایت مین یہ لفظ ہے کہ پہلی صف کے لوگ آپکی آواز سن لیتے تھے۔ اور آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔ دار قطنی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا اسناد اسکی

حسن ہے۔ اور حاکم نے بہی اِسکو روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے۔
اور بیہقی نے بہی روایت کیاہے اور اسناد اِسکی حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے کتاب الثقات
مین روایت کیاہے کہا عطاء رضؓ نے بیان کیاہے کہ مین نے دیکھا دو سَو صحابہ رضؓ کو
مسجد حرام مین کہ جب امام ولا الضالین کہتا تہا تو وہ صحابہ رضؓ بلند آواز سے آمین
کہتے تہے اور مولانا بحر العلوم حنفی لکہنوی اپنی کتاب ارکان اربعہ کے صـــ۷۶ مطبوعہ
مطبع علوی مین تحریر فرماتے ہین کہ مذہب حنفیہ مین آمین کی ایک حدیث ضعیف ہے
اِسکے سوای اور کوئی روایت صحیح نہین۔ پس اے ناظرین روایات مذکورہ بالا سے
بخوبی روشن ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے مدام آمین بالجہر فرمائی اور تمام
صحابہ رضؓ آمین بالجہر مین آپکے متفق تہے اور کسی صحابہ رضؓ سے باہم رد و قدح عہد حیات
فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام مین قرأۃ فاتحہ خلف الامام و رفعیدین و آمین بالجہر مین
نہین ہوئی۔ اگر بزعم مولف صاحب رد و قدح عہد حیات فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام
مین اِن امورات مذکورۂ بالا مین ہوئی ہے تو وہ روایات کہان گم ہوگئین۔ مولف
صاحب کو لازم ہے کہ اپنے دعوے کا ثبوت مدلل تحریر فرماوین تاکہ ناظرین کو یقین کامل
ہو اور عند اللہ ناظرین و مولف صاحب بہی ماجور ہون **قولہ** صفحہ ایضًا سینے پر ہاتہہ
باندہنا یا زیر ناف دونون مین یکسان حدیث ہین اور صحابہ کا بہی عمل مختلف ہے۔
بعض کا تحت السرہ اور بعض کا فوق السرہ قال الترمذی ورأی بعضھم ان
یضعھما فوق السرۃ ورأی بعضھم ان یضعھما تحت السرۃ وکل ذلک
واسع عندھم انتھی پہر ہر ایک مجتہد نے ایک ایک کو اولی کہا۔ امام احمد نے دونون
کو مخیر فرمایا۔ پس تقلیدًا جسپر چاہے عمل کرے اور اولی جاننے کوئی گنجائش رد و قدح
کی نہین البتہ اِن جملہ مسائل مین بندہ کے نزدیک رائے امام ابو حنیفہ رح کی راجح ہے۔ **اقول**
ابہی مولف صاحب ہر ایک مسئلہ مین آپ اختلاف ہی بیان فرماتے ہین۔ اور تعجب یہ

ہے کہ اختلاف کی جو روایتین آپکے زعم مین تہین اونکو آپنے اپنے کسی دعوے مین تحریر نفرمائین
فقط زبانی آپکی تقریر ہے تو یہ فہم ایسے لوگون کے ہین کہ تقلید کے پابند اور کتاب سنت
کو جواب دیا ہے۔ اے ناظرین کمترین کو مقصود یہ ہے کہ ہر ایک امر مین شارع علیہ الصلوۃ
والسلام ہی کے اقوال وافعال کو تحقیق کر کے اختیار کرے اسلئے کہ غیر نبی کا قول وفعل
حجت نہین کیونکہ ہر نبی معصوم ہوتا ہے اور غیر نبی معصوم نہین۔ اور مولف صاحب
نے تقلید کی پٹی باندھکر امام ابوحنیفہ رح کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے منبر مقرر کر رکھے
ہین جس حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام ابوحنیفہ رح اپنی رای سے اختیار کرین اُسکو
لازم جاننا اور جس حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام ابوحنیفہ رح اپنی راے سے ترک
کرین وہ تازیست ہی ترک رہے۔ اے ناظرین مولف صاحب کے بیان پر غور کرنا اور انصاف
کرنیکا مقام ہے۔ یہ قول کہ ان جملہ مسائل مین بندہ کے نزدیک راے امام ابوحنیفہ رح کی راجح
ہے۔ تو صریح یہ معلوم ہوا کہ مولف صاحب امام ابوحنیفہ رح کو باتفاق سلف جمہور اہل رای
ہونے کو معصوم جانتے ہین۔ اور سلف کا عمل ہر امر مین اصح احادیث پر رہا ہے اہل علم
پر اظہر من الشمس ہے۔ اے ناظرین حال یہ ہے کہ مقصود ثابت ہونا فعل رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا زیر ناف ہے یا سینے پر ہاتھ باندھنا بعد تحریمہ کے نماز مین۔ اے ناظرین غور سے
سنو۔ مولف صاحب زیر ناف کی حدیث کو سینے کی حدیث پر راجح فرماتے ہین۔ حال اُس
حدیث کا سنو جو زیر ناف کی حدیث ہے حضرت علی رض سے روایت ہے وہ باتفاق سلف
جمہور ضعیف ہے۔ کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مطبع انصاری کے صفحہ ۳۰۷ مین۔ اما
حدیث علی رض انہ قال من السنۃ فی الصلوۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ
ضعیف متفق علی تضعیفہ رواہ الدارقطنی والبیہقی فی روایۃ ابی شیبۃ
عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی وھو ضعیف بالاتفاق۔ پس اس حدیث سے
صاف طور سے واضح ہوگیا کہ تحت السرہ کی حدیث ضعیف ہے بالاتفاق بخلاف فوق الصدر

کے اور روایات کثیرہ صحیح فتح الصدر مین وارد ہین ۔ مگر بسبب طوالت کے اُن سب
روایات کا تحریر کرنا گنجائش نہین اسلئے مختصر طور پر تحریر کرتا ہون قال کان الناس
یؤمرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلوۃ قال ابو
حازم ولا اعلمہ الا ینمی ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری وھذا
حدیث صحیح مرفوع کما سبق فی مقدمۃ الکتاب عن وائل ابن حجر قال صلیت
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہٖ
رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ۔ پس بخاری کی حدیث کے مقابل کوئی روایت اصح نہین
باتفاق اہل العلم ۔ اسے ناظرین بوقت ادراک حدیث صحیح کے ضعیف حدیث سے استدلال
کرنا محض نافہمی ہے ۔ پس عوام کو لازم ہے کہ اتباعًا اوپر سینے کے نماز مین ہاتھ باندھنا
بہت صحیح و افضل ہے ۔ بخلاف زیر ناف کے ۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث سے ثابت ہوا
قولہ صفحہ سب عاملون ناظرین کو معلوم ہو چکا کہ جملہ فقہاء و مجتہدین اور تمام اُنکے مقلدین
عامل قرآن و حدیث ہین کسی نے کوئی روایت حدیث کی محل اختلاف مین مرجح فرمائی اور
اوسپر عمل کیا کسی نے دوسری روایت پر عمل کیا مگر سب عامل لقرآن و حدیث ہین ۔ اور سب
خلاف قرآن و حدیث کو مردود فرماتے ہین ۔ پس جملہ محدثین و فقہاء عامل کتاب اللہ تعالیٰ و
سنت رسول اللہ صلعم کے ہین وہ سب فرقہ ناجیہ سنت و جماعت سے ہین کہ حدیث صحیح مین
وارد ہے کہ صحابہ علیہم الرضوان نے کہ وہ فرقہ ناجیہ کون ہے فرمایا آپ نے ما انا علیہ و
اصحابی ۔ پس صحابہ رضہ کا طریق اور اُنکا اتباع ہی راہ نجات ہے اور وہی فرقہ ناجیہ ہے
لہذا جملہ مجتہدین اور اُنکے اتباع اور جملہ محدثین فرقہ ناجیہ اہل السنت والجماعت ہو گئے
بحکم حدیث صحیح ۔ البتہ جو جہال کہ محدثین مقبولین کو اپنی تقلید کے جوش تعصب مین طعن
و تشنیع کرتے ہین یا جو عامل بحدیث بزعم خود ہو کر فقہاء مجتہدین راسخین پر سب و شتم کرتے ہین
اور فقہ کے مسائل مستنبطہ عن النصوص کو بنظر حقارت دیکھکر زشت و زبون جانتے ہین

وہ لوگ خارج از فرقہ ناجیہ اہل سنت و متبع ہواے نفسانی اور داخل گروہ اہل ہوا کے
ہین **اقول** اجی مولف صاحب کیا خوب یہ فقرہ آپ نے فرمایا یہ وہ مثل ہوئی کہ خون لگا کر
شہیدون مین شریک ہونا سب خاص و عام پر اظہر من الشمس ہے۔ کہ فقہاء و مجتہدین رہ
نے عدم ادراک نص مین قیاس و اجتہاد سے بحسب ضرورت کام لیا ہے۔ اور بعدہ
ادراک نص ہوا تو اُس قیاس و اجتہاد کو کہ صریح نص کے خلاف تھا ترک کر دیا اور بیچون
وچرا نص ہی پر عمل کیا اور قیاس و اجتہاد اگرچہ صحیح تھا ترک کر دیا۔ مقلدین فی زماننا کا
عمل خلاف صریح فقہاء و مجتہدین رہ گے ہے قول فقہاء و مجتہدین کے خلاف صریح نص
موجود ہے مگر پابندی تقلید کی ایسی ہے کہ حدیث صحیح کو قصداً ترک کر دیتے ہین۔ اور
اقوال پر ہی عمل کرتے کراتے ہین۔ اور صحابہ کرام رض متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تھے جو کچھ قول و فعل و تقریر آپکی ہوتی تھی اوسپر عامل تھے وہ عمل صحابہ کرام رض کا
مثل آپکے ہے اسلئے آپنے صحابہ رض کی شان مین ہی یہہ فرمایا ما انا علیہ و اصحابی
بخلاف فقہاء مجتہدین کے کہ اُن کی شان مین یہ بشارت کی حدیث نہین وارد ہے بلکہ
صحابہ ہی کی شان مین وارد ہے اسلئے کہ صحابہ کرام رض کا عمل عقیدہ کا لوحی من السماء
ہے اور بیچون وچرا عمل کرتے کراتے تھے۔ اور فقہاء مجتہدین رح بسبب عدم نص رائے
اجتہاد پر عمل کرتے کراتے تھے۔ سب خاص و عام پر بخوبی واضح ہے کہ قیاس کبھی مطابق
واقع کے ہوتا ہے اور اکثر نہین ہوتا۔ اور تقلید کا منشا یہ ہے کہ صریح نص کے خلاف اُسکا
عمل ہوگا اگر نص کے مطابق صریح ہے تو وہ تقلید نہین۔ پس جملہ فقہاء مجتہدین و محدثین رح
عامل بقرآن و حدیث ہین۔ اور مقلدین فی زماننا ہر خاص و عام صریح نص کو ترک کر دیتے ہین
اور تقلیداً فقہ پر جو صریح نص کے خلاف ہے اُسپر عمل کرتے کراتے ہین تو صریح یہ لوگ تابع
ہوائے نفسانی کے ہین اور باتفاق خارج از فرقہ ناجیہ سے ہین۔ ناظرین کو چاہئے کہ بنظر
انصاف غور فرماوین کہ جسقدر کتب فقہ فی زماننا تعلیم و تعلم و استخراج مسائل مین علماء

مقلدین نے بکثرت مروج کر رکھا ہے باتفاق سلف جمہور کل مسائل عن النصوص اُنمین نہین۔ اور زعم مولف صاحب کہ تمام کتب فقہ کے مسائل مستنبطہ عن النصوص ہین صریح غلط فہمی ہے اے ناظرین غور سے سنو اور انصاف کرو کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے وصیت نامہ مین تحریر فرماتے ہین۔ دائماً تفریعات فقہیہ را بر کتاب سنت عرض نمودن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن۔ والا کالائے بد بریش خاوند دادن۔ امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنار حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہار کہ تقلید عالمی را دست آویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نشنیدن وبدیشان التفات نکردن قربت خدا جستن بدوری اینان۔ ترجمہ ہمیشہ فقہ کے مسئلے کلام اللہ وحدیث رسول اللہؐ سے ملاتے رہین جو کچھ موافق ہو قبول کرین ورنہ منہ پر مارے۔ اور ایسے فقہ دانکی بات نہ سُننی چاہیئے جو ایک عالم کی تقلید کو سند سمجھ کے سنت کو ترک کرے ایسی سے دور رہنے مین خدا کا تقرب جانین۔ اے ناظرین شاہ ولی اللہ صاحب متاخرین مین سے ہین اُنکے کلام مذکورۂ بالا سے ہی بخوبی ظاہر ہے کہ کتب فقہ کے تمام مسائل مستنبطہ عن النصوص نہین۔ اگر مستنبطہ عن النصوص ہوتے تو شاہ صاحب اپنے آخری وصیت نامہ مین یہ الفاظ تحریر نہ فرماتے جو کہ مرقوم کئے گئے ہین۔ اے ناظرین اگر بزعم مؤلف صاحب فقہ کے تمام مسائل موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم ہین تو شاہ صاحب مذکور کا کلام زعم مولف صاحب کو صریح باطل کر رہا ہے۔ اور عاملین فقہ جو صریح نص کے خلاف ہو وہ ہی گروہ ہوائے نفسانی کے تابع ہوئی اور خارج از فرقہ ناجیہ ہوئے بخلاف اُس گروہ کے کہ فقہ کے مسائل کو جو نص کے خلاف پاتے ہین اوسکو ترک کر دیتے ہین اور ہر حال مین نص ہی پر عمل کرتے کراتے ہین اور کسی ادنے واعلی مومن مسلمان پر سب وشتم نہین کرتے کراتے ہین بلکہ سب وشتم کے الفاظ کو فسق جانتے ہین بلاشک ایسے ہی صفت کے گروہ فرقہ ناجیہ ہین بخلاف مقلدین فی زماننا کے

قولہ صفحہ ۳۲ اور حنفی شافعی وغیرہما القاب مین کوئی گناہ نہین نہ کراہتہ ہے کیونکہ یہ سب

مجتہدین محمدی ہین متبع سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین سو حنفی ہے مثلاً وہ موحد بھی ہے اور حنفی کے یہ معنی کہ امام ابو حنیفہ رح کو سب سے عالم و افضل جانتا ہے۔ اور دیگر ائمہ کو بھی علی الحق عقیدہ رکھتا ہے۔ اور علی ہذا شافعی وغیرہ اور یہ لقب برابر علماء اہل حق مین قدیم سے شائع رہا ہے بلا نکیر کے کسی نے اسپر اعتراض نہین کیا اور خیر القرون مین بھی باین معنی تلقب ثابت ہوا ہے۔ کہ علوی اُس شخص کو بولتے تھے کہ حضرت علی رض کو افضل جانتا تھا۔ اور عثمانی اُسکو کہتے تھے کہ حضرت عثمان رض کو افضل جانتا تھا چنانچہ صحیح بخاری مین یہ لقب باین معنی موجود ہے۔ پس جب نظیر اُسکی موجود ہے تو اوسپر اعتراض کرنا اور بدعت جاننا کام اہل علم کا نہین البتہ عوام نادان اپنے جہل کے سبب ایسے کلام کیا کرتے ہین۔ آخر لقب محمدی کرنا بھی تو خود اس ہی فرقہ کا ایجاد ہے کسی حدیث سے اِسکا حکم استخراج کر سکتے ہین اگر وہ اس لقب کو بوجہ اتباع فخر عالم علیہ السلام بتاتے ہین تو چونکہ صحابہ فخر عالم علیہ السلام اعمال مختلفہ سے ابو حنیفہ و شافعی وغیرہما مجتہدین علیہ الرحمہ نے اپنا مذہب حق مقرر کیا ہے تو حنفی ہونیکا لقب بھی اُسپر قیاس کر لیجئے کہ بوجہ اتباع ابو حنیفہ و شافعی کے ٹھہرا ہے اور اتباع ائمہ نہین مگر اتباع صحابہ فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کا پھر اس لقب مین کیا عجب ہو سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم **اقول**۔ اجی مولف صاحب حنفی کے معنی تو آپ نے یہ بہت صحت کے ساتھ تحریر فرمائے۔ اے ناظرین غور سے سنو جواب اِسکا کئی طور سے لکھتا ہون **اول** یہ ہے کہ لغت عرب مین حنفی کے معنی ایک طرف ہونیوالا کے ہین اور آپ نے فضیلت کے معنی کئی ہین کیسی فحش غلطی ہے **دوئم** یہ کہ علوی و عثمانی وغیرہما افضلیت کی جہت سے وہ لوگ اپنا لقب رکھتے تہے بوجہ اِسکے کہ حضرت علی رض و حضرت عثمان رض خلفاء راشدین مین سے ہین اِنکے اقوال و افعال موافق فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ اور کسی امر مین اِن حضرات نے فرمان آنحضرت صلعم مین رائے قیاس نہین فرمایا اور معتقدین اِنکے بسبب اتباع سنت نبوی صلعم کے اُنکو افضل جانتے تہے نہ یہ کہ ان حضرات کی تقلید کرتے۔ بخلاف زعم مولف صاحب کہ ہر حال ہین امام ابو حنیفہ رح کی تقلید کہنے کراتے ہین

اور حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قول امام صاحب کو صریح ترجیح دیتے ہین سوئم کہ باتفاق مومنین علوی وعثمانی لقب رکھنا اُن لوگون کا بوجہ تعارف قبیلہ کے تھا جیسا فرمایا اللہ پاک نے اپنے کلام مین وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ یعنی مقرکین ہمنے تمہاری قومین تاکہ آپس مین پہچانو۔ چہارم صحابہ رض کے اعمال مختلفہ ہرگز نہین تھے تمام صحابہ رض ہر ایک امر مین باتفاق سلف جمہور متفق تھے بموجب حدیث شریف کے ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا۔ صاف ظاہر ہے ایسا زعم مولف صاحب کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مختلفہ کے سبب حنفی شافعی وغیرہم نے اپنا مذہب حق مقرر کیا ہے صریح حدیث مذکورہ سے باطل ہے۔ اے ناظرین کہین امام ابوحنیفہ رح نے اپنے آپکو علوی یا امام شافعی رح نے عثمانی اپنا مذہب قرار نہین دیا جیساکہ مولف صاحب تحریر فرماتے ہین صریح امام ابوحنیفہ رح وشافعی رح وغیرہم پر تہمت ہے۔ پانچوآں یہ ایجاد حنفی شافعی ومالکی وحنبلی کسی بادشاہ وقت کی ہے چار مصلے حرم کعبہ پر معین ہین ائمہ مجتہدین مین سے کسی نے کوئی اپنا نیا مذہب نہین مقرر کیا۔ پس ایسے امورات کسی بادشاہ وقت نے کسی مصلحت سے ایجاد کرلئے تو وہ امورات باتفاق اہل علم داخل دین نہین ہوسکتے بلکہ ہرحال مین بدعت ہی کے ذیل مین شمار کئے جاتے ہین جیساکہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ مگر بزعم مولف صاحب حنفی شافعی ومالکی وحنبلی اپنے آپ کو دین وایمان جانکر کہلاتا ہے۔ توضرور اس قول کو بھی لازم کرنا۔ الناس علی دین ملوکھم۔ صادق آوے گا۔ چھٹھی تقریر یہ ہے ای ناظرین غور سے سنو۔ جو حضرت صدیق اکبر رض کا معتقد ہے وہ صدیقی ہوا اور جو حضرت عمر فاروق رض کا معتقد ہے وہ فاروقی ہوا۔ اور جو حضرت عثمان غنی رض کا معتقد ہے وہ عثمانی ہوا اور جو حضرت علی رض کا معتقد ہے وہ علوی ہوا۔ یہ حضرات اور معتقدین بوقت خلافت ہر ایک امر مین متفق خلفای راشدین تھے یا مختلف تھے۔ اور یہہ انتظام بموجب فرمان

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھا کہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین وعضوا علیھا بالنواجذ الاخر اب یہ القاب کیون متروک ہوگئے

اور افضل القاب چہوڑ کر حنفی شافعی کہلانے لگے بخلاف اِسکے مولف صاحب نے اسپر قیاس کرکے تحریر فرمایا ہے کہ حنفی وشافعی وغیرہما لقب اپنا رکھنا بدعت نہین ہے بلکہ سنت ہے آ‌ ناظرین غور سے سنو متقدمین اپنی اپنی تصنیفات مین خاص اِسی امر مین کیا تحریر فرماتے ہین شرح عین العلم مین ہے ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ تعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفھم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کان عالما ویقلد العلماء ان کان جاھلا ترجمہ یعنے یہہ تو معلوم ہی ہے کہ اللہ تعالی نے کسی کو یہ تکلیف نہین دی ہے کہ حنفی بنے۔ یا مالکی بنے۔ یا شافعی بنے یا حنبلی بنے۔ بلکہ انہین یہ تکلیف دی ہے کہ وہ ساتھ کتاب وسنت کے عمل کرین اگر عالم ہون۔ یا علماء کی پیروی کرین اگر ناواقف ہون۔ یہ عبارت معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صد۹۲ مین ہے (اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی) حنفی بھی اسبات کے مقر ہین کہ طریق متقدمین کا یہ تھا کہ کسی ایک خاص کی تقلید نہین کرتے تھے بلکہ اُس قول کو آیت اور حدیث اور اجماع کیطرف مستند فرماتے تھے۔ اور کلام سے حافظ الحدیث ابن حجر کے بھی استشہاد کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ عدل وانصاف اسی مین ہے۔ پس بہرحال لقب محمدی کے ساتھ ملقب ہونا عین دین وایمان ہے۔ بخلاف اسکے کہ اپنے آپ کو حنفی وشافعی وغیرہ دین وایمان جانکر کہلانا صریح بدعت وگمراہی ہے۔ اگر تعارف کے سبب اتفاقاً کہدیا تو مضائقہ نہین جیسا کہ فرمایا اللہ بزرگ نے وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ **قولہ** صہ ایضاً البتہ چار مصلے جو مکہ معظمہ مین مقرر ہین لاریب یہہ امر زبون ہے کہ تکرار جماعت وافتراق اُس سے لازم آگیا کہ ایک جماعت ہوتے مین دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے اور شریک نہین اور مرتکب حرمت

سکے ہوتے ہین۔ مگر یہ تفرقہ ائمہ دین مجتہدین سے نہ علماء متقدمین سے بلکہ کسی وقت
مین سلطنت مین کسی وجہ سے یہہ امر حادث ہوا ہے کہ اسکو کوئی اہل علم حق پسند نہین
کرتا پس یہ طعن نہ علماء اہل حق مذاہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے کہ مرتکب اِس
بدعت کے ہوئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم **اقول** الحمد للہ اجی مولف صاحب یہ قول تو آپکا
بہت صحیح ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اس قول پر عمل کی بہی نصیب کرے
تاکہ تقلید کے دام سے نجات پاوین۔ مگر اس تقلید کو چھوڑنا آپ کی شان سے محال
ہے بقول عزوجل یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم **قولہ** صـ۳۳ جاننا چاہیے
کہ تقلید اُس کو کہتے ہین کہ کسی کے قول کو بدون اُسکی دلیل سمجہے قبول و معمول کر لیوے
تو سنو کہ تقلید کے دو نوع ہین ایک یہہ ہے کہ مقلد کے قول پر کوئی حجت شرعیہ ہرگز
نہو بلکہ مخالف حکم حق تعالیٰ کے ہو محض ظن و تخمینین مقلد کا ہو اور اسکو قبول
کر لیوے باوجود مخالفت کے جیسے رسوم جاہلیت پر مشرکین عرب جمے ہوئے تہے اور
سوائے ما وجدنا علیہ اٰباءنا کے اور کوئی دلیل نہ رکہتے تہے اور بمقابلہ قول رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی آبائی رسوم کو ضروری جانتے تہے سو یہہ نوع تو شرک
ہے باتفاق جملہ علماء امت کے اور جہان قرآن و حدیث و اقوال علماء مین تقلید کا ہونا
شرک وارد ہے یہی نوع مراد ہے۔ دوسرے نوع یہہ ہے کہ مومن ناواقف کسی
مسئلہ شرعیہ سے اُس مسئلہ کو کسی عالم معتبر سے پوچہے اور عالم اُسکا جواب خواہ صریح نص
سے یا اشارہ و دلالت سے استنباط کر کے دیوے اُس مسئلہ کی دلیل سائل کو نہ بتاوے
اور وہ سائل بدون سمجہے دلیل کے اُسکو قبول کر کے عامل ہو پس یہان پر ہر اہل حق
پر روشن ہے کہ مسلم نے جو مسئلہ عالم معتبر سے پوچہا ہے تو وجہ یہ ہے کہ وہ یقین رکہتا ہے
کہ یہ عالم حکم حق تعالیٰ سے جو اس واقعہ مین ہے ماہر ہے اور مجہکو اُس حکم حق تعالیٰ ہی
سے مطلع کرتا ہے ہرگز کوئی حکم خلاف حکم شرع کے نہ بتادے گا بلکہ جو حق ہے وہی بتادیگا

ورنہ اگر اسکو معلوم ہو جاوے کہ یہ عالم خلاف شرع حکم بتاتا ہے تو ہرگز اُسکے پاس بھی نہ جاوے اور نہ اُسکے جواب کو کچھ اصل جانے چنانچہ عوام کا حال شاہد ہے کہ جس عالم کو صاحب غرض نفسانی جانتے ہین اُس سے مسئلہ نہین پوچھتے اور اُسکے حق مسئلہ کا بھی اعتبار نہین کرتے تو نہ اس سائل کی غرض سوائے حکم حق تعالیٰ کے دریافت کرنیکی ہے اور نہ عالم بجز حکم حق تعالیٰ کے ہے اپنے نزدیک بتاتا ہے تو یہ تقلید حق ہے اور زمانہ صحابہ علیہم الرضوان سے لیکر آجتک اہل علم وایمان مین شائع وذائع ہے اور یہ نوع تقلید بحکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اس آیت مین لفظ فاسئلوا صیغہ عام ہے کہ تمام افراد امت کو جبکو علم نہو سوال کرنیکا عالم سے حکم بصیغہ امر ہوا ہے جو فرضیت کا ثبوت کرتا ہے۔ اور لفظ اہل الذکر اسم جنس ہے کہ واحد اور جمع پر اسکا اطلاق لغت مین ہوتا ہے تو یہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل ذکر سے چاہو پوچھو خواہ مسئول عنہ واحد ہو ہر ہر مسئلہ مین خواہ متعدد ہون کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھ لو اور کوئی مسئلہ کسی سے پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہین کہ ایک شخص واحد کا مقلد ہو کر سب ضروریات دین اُسی سے عمل کرے۔ اور دوسری صورت کو تقلید غیر شخصی کہتے ہین کہ اپنی حل مشکلات دینی کو ایک شخص پر منحصر نہین کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھا دونون فرد تقلید کے داخل مطلق مین ہین جو آیت فاسئلوا الخ سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے سب افراد فرضیت مین متساوی ہوتے ہین جس کسی فرد پر عمل کرے دوسرے فرد پر عمل کرنا واجب نہین رہتا بلکہ امتثال امر سے فارغ ہو جاتا ہے پس آیت نے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنیکا دونون فرد پر جسپر چاہے مختار فرما دیا۔ **اقول** اجی مولف صاحب نفس تقلید کی دو نوع نہین ہین یہ سب آپکی صنعت ہے سلف سے کسی نے تقلید کے دو نوع نہین تحریر کئے بلکہ جس تقلید کو آپ شرک تحریر فرماتے ہین وہی تقلید فی زمانتا

مولویون اور مشائخون کو جُدی جُدی رب ورے سوائی خدا کے تب آپنے فرمایا کہ رب ٹہیرانا یہہ ہے کہ حلال سمجھا تمنے اُن کی حلال کی ہوئی چیز کو۔ اور حرام سمجھا تمنے اُنکی حرام کی ہوئی چیز کو۔ پس یہی ہے رب ٹہیرانا۔ حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی کی تقلید اپنے اوپر لازم سمجھے اور باوجود مخالفت معلوم ہوجانے حکم خدا اور سول کے مقلد ہی رہے تو بموجب آیہ مذکورہ کے خدا کا شریک ٹہیرایا اور مستحق جہنم کا ہوا جیسا کہ فرمایا اللہ عزوجل نے انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰیہ النار وما للظالمین من انصار یعنی تحقیق جو شخص شریک ٹہیراتا ہے ساتھ اللہ کے پس تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اُسکے جنت اور جگہ ہے اوسکی آگ جہنم اور نہین ہے واسطے ظالمون کے کوئی مددگار بس بہت سی آیتین شرک کی برائی مین وارد ہین گنجائش اِس مین طولت کے سبب سے نہین لہذا اختصار کیا ہے۔ پس اے ناظرین عبارت مذکورہ سے واضح ہوا کہ تقلید ائمہ اربعہ عظام رح کی اور کسی کی ہو ہرگز ہرگز درست نہین چنانچہ علمار سلف بلکہ متاخرین بہی اپنی اپنی تصنیفات مین تحریر فرماتے ہین۔ چنانچہ علامہ معین الدین نے اپنی تصنیف دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین فرمایا کہ کہا ابن عز نے ہدایہ کے حاشیہ مین کہ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور خاص ایک ہی شخص کے مذہب پر اڑا رہے اور یہہ سمجھے کہ اسکی بات صحیح اور واجب الاتباع ہے اور کسی کی نہین پس وہ شخص گمراہ جاہل بلکہ کافر ہوجاتا ہے اُس سے توبہ کروانی چاہئے۔ پس اگر توبہ کرلے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے۔ کیونکہ جبکہ اُس نے اِس بات کا اعتقاد کیا کہ واجب ہے لوگونپر متابعت کرنی ایک خاص کی ائمہ اربعہ عظام سے یا اور کسی کی تو ٹہیرایا اُسکو بمنزلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور یہہ عقیدہ بہت ہی خراب ہے بلکہ کفر ہے اور اصل عبارت دراسات کی چھاپہ لاہور کے صـ ۱۲۵ مین ہے وہ یہہ ہے

من يتعصب لواحد معين غير رسول الله صلى الله عليه وسلم ويرى ان
قوله هو الصواب الذى يجب اتباعه دون الائمة الاخرين فهو ضال
جاهل بل قد يكون كافرا يستتاب فان تاب والا قتل فانه اعتقده انه
يجب انتهى - اور اسیطرح لکہاہے علامہ ہارون حنفی نے چھاپہ بلغار کے صفحہ ۳۶ ناظورۃ
الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق - اور شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات
مکیہ چھاپہ لاہور کے صفحہ ۳۳ مین یہ عبارت اصل معیار الحق چھاپہ ایضاً اذا صح الحدیث
وعارضہ قول امام او صاحب فلا سبیل الی العدول من الحدیث ویترک
قول ذلک الامام والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترک آیۃ وخبر بقول
صاحب او امام ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا وخرج عن دین اللہ - یعنی
جسوقت صحیح ہو کوئی حدیث اور اوسکے مقابل پایا جاوے قول امام یاکسی صاحب کا تو
نہین ہے کوئی راہ طرف پھر جانیکے حدیث سے بلکہ چھوڑا جاویگا قول اوس امام اور صاحب کا اوس
حدیث کے خاطر پھر کہا کہ نہین جائز ہے ترک کرنا کسی آیت اور حدیث کا کسی صاحب
یا امام کے قول سے اور جو کوئی ایسا کرے پس وہ گمراہ ہوا اور نکل گیا خدا کے دین سے
اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے میزان شعرانی مین کہ سنا مین نے سردار اپنے علی خواص رح
سے کہ فرماتے تھے کہ جو مومن ہمیشہ ایک ہی مذہب کا مقلد رہے نہین کامل ہوتا عمل
اوسکا ساتھ شریعت کے - اے ناظرین اور سنو قول امام طحاوی مفاتیح الاسرار الدرایہ
چھاپہ لاہور کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ مین فرماتے ہین او کل ما قال بہ ابو حنیفۃ رحمہ
او قال بہ وہل یقلد الا عصبی او غبی نقلہ ابن حجر فی لسان المیزان ثم
قال فنظرت ہذہ الکلمۃ بعینہا حتی صار مثلا انتہی علی ما نقلہ العلامۃ
محمد حیات فی الایقاف فی سبب الاختلاف - یعنی امام طحاوی جو اکابر
حنفیہ سے ہین - اور تیسری صدی کے علماؤن مین سے ہین - اپنی تصنیفات مین تحریر

فرماتے ہین۔کہ جو کچھہ ابو حنیفہ رحہ نے کہا مین بھی وہی کہون گا اور کیا کند ذہن اور
تعصب والے کے سوا کوئی اور بھی تقلید کرتا ہے۔ اِس قصہ کو حافظ ابن حجر نے لسان
المیزان مین نقل کیا ہے۔ پھر ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ بات امام طحاوی کی مصر مین اڑ
گئی۔ اور یہانتک مشہور ہوگئی (کہ مثل اور کہاوت کے بن گئی) یہ سارا کلام علامہ محمدؒ
حیات نے ایقاف مین بیچ بیان اختلاف کے نقل کیا ہے۔ اور شیخ محی الدین عربی
نے خاتمہ فتوحات مکیہ مین فرمایا ہے خاتمۂ معیار چھاپہ لاہور صفحہ ۱۳۳ و ۱۳۴۔
مین ہے وصية الذى اوصيك به ان كنت عالما فحرام عليك ان تعمل
بخلاف ما اعطاك الله دليلك ويحرم عليك تقليد غيرك تمكنك
من حصول الدليل على الناس اتباع واحد بعينه من هذه الائمة
دون الاخرين فقد جعل بمنزلة النبى صلى الله عليه وسلم وذلك كفر
یعنی جو وصیت کہ مین تجھکو کرتا ہون یہ کہ اگر ہے تو عالم بس حرام ہے اوپر تیرے
یہ کہ عمل کرے تو خلاف اُسکے کہ دیا ہے اللہ نے تجھکو دلیل تیری اور حرام ہے
اوپر تیرے تقلید غیر کی ٹھہیرانا تیرا از روے حاصل ہونے دلیل کے اوپر لوگون کی
تابعداری خاص کر ایک شخص کی اماموں غیر اُسکے کی بس تحقیق گردانا تو نے بمنزلہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کفر ہے۔ اجی مولف صاحب ذرا غور کرکے ان کتابوں
مذکورہ کو بھی ملاحظہ فرمائیگا اور انصاف کو بیش نظر رکھیے۔ اور سنو ملا سندھی طوالع
الانوار حاشیہ در المختار مین تحریر فرماتے ہین۔ وجوب تقليد معين لاحجة
عليه لامن جهة الشريعة ولامن جهة العقل كما ذكر الشيخ ابن الهمام
من الحنفية فى فتح القدير وفى كتاب المسمى بتحرير الاصول ويعدم
وجوبه صرح الشيخ ابن السلام فى مختصر منتهى الاصول من المالكية
والمحقق عضد الدين من الشافعية وذكر ابن منير الحلج فى التجبير

شرح التحریران القرون الماضیة من العلماء اجمعوا علی انه لا یحل لحاکم ولا مفتی تقلید رجل واحد بحیث لا یحکم ولا یفتی فی شئی من الاحکام۔ یعنی مجتہد معین کی تقلید واجب ہونے پر کوئی بھی دلیل نہین شریعت کے روسے نہ عقل کی جہت سے چنانچہ حنفیہ مین سے شیخ ابن الہمام نے (فتح القدیر شرح ہدایہ) مین اور اپنی کتاب جسکا نام (تحریر الاصول) ہے ذکر کیا ہے اور مالکیہ مین شیخ ابن عبد السلام نے (مختصر منتہی الاصول) مین۔ اور شافعیہ مین سے محقق عضد الدین نے بھی تقلید کے واجب نہونے کی خوب تصریح کی ہے اور امیر ابن الحاج نے (تجبیر شرح تحریر) مین ذکر کیا ہے کہ سلف اسپر اجماع کر چکے کہ کسی حاکم یا مفتی کو ایک ہی شخص کی تقلید کرنا اس طرح سے کہ کسی مسئلہ مین بھی اسکے قول کے سوا اور کسی قول پر نہ وہ حکم نہ فتوے دے حلال نہین۔ اجی مولف صاحب اب تو آپکے ہی اکابران کی تصنیفات کی عبارات مذکورہ سے اس اندھی تقلید کا خاص معین شخص واحد کا ہباءً منثورا ہو گیا۔ اور یہ حضرات کوئی دلیل عقلاً ونقلاً تقلید کے فرض واجب ہونے مین قایم نہین کرتے۔ پس اے ناظرین اب غور کرنیکا مقام ہے کہ مولف صاحب جس آیتہ سے تقلید کی فرضیت پر اڑ رہے ہین صریح اکابران احناف کے خلاف ہوئے۔ کیا یہ آیہ فاسئلوا الایہ ان اکابران مذکورہ کی نظر سے نہ گذری ہو گی تعجب ہے مولف صاحب کی فہم پر صریح بندگان خدا کو دھوکہ مین ڈالتے ہین۔ فقط

تمت

2021936